﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم﴾ ﴿......اِنّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآء﴾(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد 12

جمعۃ المبارک 28/اکتوبر 2005ء

24/رمضان المبارک 1426 ہجری قمری ❁ 28/اخاء 1384 ہجری شمسی

شمارہ 43

رمضان میں اعتکاف

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھا کرتے تھے اور آپ کا یہی معمول وفات تک رہا۔ اس کے بعد آپ کی ازواج مطہرات بھی ان دنوں میں اعتکاف بیٹھا کرتی تھیں۔

(بخاری کتاب الاعتکاف فی العشر الاواخر)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

مَیں چاہتا ہوں کہ اسلام کو ان لوگوں اور قوموں میں پہنچایا جاوے جو اس سے محض ناواقف ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جن قوموں میں اسے پہنچانا چاہو ان کی زبانوں کی پوری واقفیت ہو۔

”مَیں جب اسلام کی حالت کو مشاہدہ کرتا ہوں تو میرے دل پر چوٹ لگتی ہے اور دل چاہتا ہے کہ ایسے لوگ میری زندگی میں تیار ہو جاویں جو اسلام کی خدمت کر سکیں۔ ہم تو پا بگور ہیں اور اگر اَور تیار نہ ہوں تو پھر مشکل پیش آتی ہے۔ میرا مدّعا اس قدر ہے کہ آپ لوگ تدبیر کریں خواہ کسی پہلو پر صاد کیا جاوے مگر یہ ہو کہ چند سال میں ایسے نوجوان نکل آویں جن میں علمی قابلیت ہو اور وہ غیر زبان کی واقفیت رکھتے ہوں اور پورے طور پر تقریر کر کے اسلام کی خوبیاں دوسروں کے ذہن نشین کر سکیں۔ میرے نزدیک غیر زبانوں سے اتنی ہی مراد نہیں کہ صرف انگریزی پڑھ لیں۔ نہیں اَور زبانیں بھی پڑھیں اور سنسکرت بھی پڑھیں تا کہ ویدوں کو پڑھ کر ان کی اصلیت ظاہر کر سکیں۔ اس وقت تک وید گویا مخفی پڑے ہوئے ہیں۔ کوئی ان کا مستند ترجمہ نہیں۔ اگر کوئی کمیٹی ترجمہ کر کے صاد کر دے تو حقیقت معلوم ہو جاوے۔

اصل بات یہ ہے کہ مَیں چاہتا ہوں کہ اسلام کو ان لوگوں اور قوموں میں پہنچایا جاوے جو اس سے محض ناواقف ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جن قوموں میں اسے پہنچانا چاہو ان کی زبانوں کی پوری واقفیت ہو۔ ان کی زبانوں کی واقفیت نہ ہو اور ان کی کتابوں کو پڑھ نہ لیا جاوے تو مخالف پورے طور پر عاجز نہیں ہو سکتا۔ مولوی عبیداللہ صاحب مرحوم نے تحفۃ الہند نام ایک کتاب لکھی۔ اندرامن نے اس کا جواب دیا اور بڑی گالیاں دیں۔ اسلام پر اعتراض کر دئے۔ اگرچہ اس کی بعض کتابیں جلا دی گئی تھیں مگر انہیں اعتراضوں کو لے کر پنڈت دیانند صاحب نے پیش کر دیا۔ اگر مولوی عبیداللہ صاحب نے وید پڑھے ہوتے تو وہ ویدوں سے اس کا جواب دیتے۔ غرض زبان کا سیکھنا ضروری ہے۔

مجھے یہ بھی شبہ ہے کہ دماغی حالتیں کچھ اچھی نہیں ہیں۔ بہت ہی کم ایسے لڑکے ہوتے ہیں جن کے قویٰ اعلیٰ درجہ کے ہوں۔ ورنہ اکثر سِل یا دِق ہو جاتی ہے۔ پس ایسے کمزور قویٰ کے لڑکے بہت محنت برداشت نہیں کر سکتے۔ اس لحاظ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو اور بھی فکر دامنگیر ہوتا ہے کیونکہ ایک طرف تو ہم ایسے لڑکے تیار کرنا چاہتے ہیں جو دین کے لئے اپنی زندگی وقف کریں اور فارغ التحصیل ہو کر خدمت دین کریں مگر دوسری طرف اس قسم کی مشکلات ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس سوال پر بہت فکر کیا جاوے۔ ہاں مَیں یہ بھی دیکھتا ہوں کہ جو بچے ہمارے اس مدرسہ میں آتے ہیں ان کا آنا بھی بے سود نہیں ہے۔ ان میں اخلاص اور محبت پائی جاتی ہے اس لئے اس موجودہ صورت اور انتظام کو بدلنا بھی مناسب نہیں ہے۔ میرے نزدیک یہ قاعدہ ہونا چاہئے تھا کہ ان بچوں کو تعطیل کے دن مولوی سید محمد احسن صاحب یا مولوی حکیم نورالدین صاحب زبانی تقریروں کے ذریعہ ان کو قرآن شریف اور علم حدیث اور مناظرہ کا ڈھنگ سکھاتے اور کم از کم دو گھنٹہ ہی اس کام کے لئے رکھے جاتے۔

مَیں یقیناً کہتا ہوں کہ زبانی تعلیم ہی کا سلسلہ جاری رہا ہے اور طبّ کی تعلیم بھی زبانی ہوتی آئی۔ زبانی تعلیم سے طالبعلموں کو خود بھی بولنے اور کلام کرنے کا طریق آجاتا ہے۔ خصوصاً جبکہ معلّم فصیح و بلیغ ہو۔ زبانی تعلیم سے بعض اوقات ایسے فائدے ہوتے ہیں کہ اگر ہزار کتاب بھی تصنیف ہوتی تو وہ فائدہ نہ ہوتا۔ اس لئے اس کا التزام ضروری ہے۔ تعطیل کے دن ضرور ان کو سکھایا جاوے۔

پھر باقاعدہ ان کو قرآن شریف سنایا جاوے۔ اس کے حقائق و معارف بیان کئے جاویں اور ان کی تائید میں احادیث کو پیش کیا جاوے۔ عیسائی جو اعتراض اسلام پر کرتے ہیں ان کے جواب ان کو بتائے جائیں اور اس کے بالمقابل عیسائیوں کے مذہب کی حقیقت کھول کر ان کو بتائی جاوے تا کہ وہ اس سے خوب واقف ہو جاویں۔ ایسا ہی دہریوں اور آریوں کے اعتراضات اور ان کے جوابات سے اُن کو آگاہ کیا جاوے اور یہ سب کچھ سلسلہ وار ہو۔ یعنی کسی ہفتہ کچھ اَور کسی ہفتہ کچھ۔ اگر یہ التزام کر لیا جاوے تو مَیں یقیناً جانتا ہوں کہ بہت کچھ تیاری کر لیں گے۔ نری عربی زبان کی واقفیت کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پیدا نہیں ہوئے تھے تو اس زبان نے عربوں کے اخلاق، عادات اور مذہب پر کیا اثر ڈالا؟ اور اب شام و مصر میں کیا فائدہ پہنچایا؟ ہاں یہ سچ ہے کہ عربی زبان اگر عمدہ طور پر آتی ہو تو وہ قرآن شریف کی خادم ہوگی اور انسان قرآن شریف کے حقائق و معارف خوب سمجھ سکے گا۔ چونکہ قرآن اور احادیث عربی زبان میں ہیں اس لئے اس زبان سے پورے طور پر باخبر ہونا بہت ہی ضروری ہو گیا ہے۔ اگر عربی زبان سے واقفیت نہ ہو تو قرآن شریف اور احادیث کو کیا سمجھے گا؟ ایسی حالت میں تو پتہ ہی نہیں ہو سکتا کہ یہ آیت قرآن شریف میں ہے بھی یا نہیں۔ ایک شخص کسی پادری سے بحث کرتا تھا۔ اس سے کہہ دیا کہ قرآن شریف میں جو آیا ہے لَوْلَاکَ لَمَا۔ پادری نے جب کہا کہ نکال کر دکھاؤ تو بہت ہی شرمندہ ہونا پڑا“۔

(ملفوظات جلد چہارم۔ صفحہ 619-621 جدید ایڈیشن)

لندن (برطانیہ) میں براعظم یورپ کے سب سے پہلے جامعہ احمدیہ کا بابرکت افتتاح

انشاءاللہ ایک دن آئے گا کہ ہر ملک میں جامعہ احمدیہ کھولنا پڑے گا۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو جماعت احمدیہ کا خالص دینی تعلیم سکھانے والا ادارہ ہے۔ خالص وہ لوگ یہاں داخل ہوں گے جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہیں۔

آپ خوش قسمت ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ایسے ماں باپ عطا کئے جو اپنے بچوں کو خدا کی راہ میں پیش کرنے کے لئے، دین کی خاطر وقف کرنے کے لئے، خوشی سے تیار ہو گئے۔

ہمیشہ ذہن میں رہے کہ مَیں واقف زندگی ہوں۔ اب میرا اپنا کچھ بھی نہیں۔ میری ذات اب خدا کے لئے اور خدا کے مسیحؑ کی جماعت کے لئے ہے۔

(سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا طلباء جامعہ احمدیہ لندن سے نہایت اہم نصائح پر مشتمل افتتاحی خطاب)

(لندن): ہفتہ یکم اکتوبر 2005ء وہ تاریخی دن ہے جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جامعہ احمدیہ برطانیہ کا افتتاح فرمایا۔ یہ براعظم یورپ کا پہلا جامعہ احمدیہ ہے جس میں یورپ بھر سے واقفین زندگی منتخب طلباء کو داخلے کی سعادت حاصل ہوئی ہے۔ حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ جب یکم اکتوبر کی شام پانچ بج کر دس منٹ پر جامعہ احمدیہ کی عمارت میں تشریف لائے تو مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ اور جامعہ احمدیہ سے متعلقہ مختلف افراد نے حضور انور کا استقبال کیا۔ سب سے پہلے حضور انور نے جامعہ کے احاطہ میں ایک زیتون کا پودا لگایا اور دعا کروائی۔ جس کے بعد جامعہ احمدیہ کی نئی عمارت

کی تزئین کے لئے خدمت کی سعادت پانے والوں کو مصافحہ کا شرف عطا فرمایا۔اور پھر جامعہ کی عمارت کا معائنہ فرمایا۔حضور انور تمام طلبہ کے رہائشی کمروں کو دیکھنے بھی تشریف لے گئے جہاں طلبہ نے اپنے آقا سے مصافحہ کا شرف حاصل کیا اور اپنا تعارف کروایا۔اس کے بعد حضور انور نے یادگاری تختی کی نقاب کشائی فرمائی اور پھر ایک پُر وقار تقریب کا انعقاد عمل میں آیا۔

تقریب افتتاح

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم مرتضٰی احمد (یوکے) نے کی۔آیات کریمہ کا ترجمہ عزیزم طارق احمد ظفر (جرمنی) نے پڑھا۔پھر حضرت مسیح موعودؑ کا پاکیزہ کلام مکرم سید سلمان شاہ صاحب (یوکے) نے پیش کیا۔جس کے بعد حضور انور نے مختصر خطاب فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تشہد،تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ الحمدللہ،آج UK کے جامعہ احمدیہ کا آغاز ہو رہا ہے۔ویسے تو دو دن سے باقاعدہ طلباء آچکے ہیں لیکن Formal Opening آج ہو رہی ہے۔ فی الحال تو یہ جامعہ صرف یوکے کا جامعہ نہیں ہے بلکہ تمام یورپین ممالک کا جامعہ ہے۔کیونکہ اس میں مختلف ممالک سے آکر طلبہ داخل ہوئے ہیں ۔اور جب تک کسی اور یورپین ملک میں جامعہ شروع نہیں ہو جاتا یہ ایک لحاظ سے جامعہ احمدیہ پورے یورپ کے لئے ہی ہے۔کیونکہ اس جامعہ احمدیہ نے ہی اس علاقہ کے واقفینِ نو نوجوانوں کو جنہوں نے اپنے آپ کو مبلغ بننے کے لئے پیش کیا ہے، ان کو سنبھالنا ہے۔سوائے جرمنی کے باقی یورپین ممالک میں تو جماعت کی تعداد بہت تھوڑی ہے۔اور اگر اس کے بعد کبھی جامعہ کھلا تو ہوسکتا ہے کہ جرمنی کا نمبر ہی دوسرا ہو کیونکہ واقفینِ نو کی تعداد کے لحاظ سے اور وسائل کے لحاظ سے بھی وہی اس قابل ہے کہ جو جامعہ چلا سکتا ہے۔اور ہو سکتا ہے کہ جب جرمنی میں جامعہ کھل جائے تو یورپ کے جو اُس کے قریب کے بہت سارے ممالک کے طلباء ہیں وہ وہاں جا کر داخلے لیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے جب وقفِ نو کی تحریک فرمائی تھی تو فرمایا تھا کہ ہمیں لاکھوں واقفینِ نو چاہئیں۔اب تک تو واقفینِ نو کی تعداد ہزاروں میں ہے لیکن جس طرح جماعت کی تعداد بڑھ رہی ہے اور جس طرح والدین کی اس طرف توجہ پیدا ہو رہی ہے، انشاء اللہ تعالیٰ لاکھوں کی تعداد ہو جائے گی۔ اور پھر ظاہر ہے کہ ہر ملک میں جامعہ احمدیہ کھولنا پڑے گا۔ اور یہ انشا اللہ تعالیٰ ایک دن ہوگا۔

حضور انور نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ جو طلباء مختلف ممالک سے دینی تعلیم حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے اس حکم کے تحت آئے ہیں کہ دین کا علم حاصل کرو۔آپ اس گروہ میں شامل ہوئے ہیں جنہوں نے دوسروں کو دین سکھانے اور اللہ تعالیٰ کا پیغام دنیا میں پہنچانے کا عہد کیا ہے،اس کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا ہے۔دنیا میں بہت سے مسلمان فرقوں اور حکومتوں نے دینی علم سکھانے کے لئے مدارس کھولے ہوئے ہیں جن کو بہت زیادہ فنڈز بھی مہیا ہوتے ہیں، بہت ساری سہولتیں بھی میسّر ہیں جو جماعت احمدیہ کے لحاظ سے جہاں بھی جامعہ احمدیہ ہیں وہاں مہیا نہیں کی جاسکتیں۔اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ وہاں جہاں بھی یہ دینی علم دیا جاتا ہے ان کو کافی علم ہوتا ہے۔جو بھی علم ہے حضرت مسیح موعودؑ کی آمد سے پہلے تفسیر کا،حدیث کا،فقہ کا، وہ سب ان کے پاس ہے۔ہندوستان میں بھی ایک مدرسہ قائم ہے دارالعلوم دیوبند میں۔ بڑے بڑے علماء وہاں سے نکلے ۔ پھر الازھر یونیورسٹی ہے۔ جامعۃ الازھر بھی ایک بہت بڑا ادارہ سمجھا جاتا ہے۔لیکن یہ تمام ادارے اور ان میں تعلیم حاصل کر کے باہر آنے والے باوجود اس کے کہ وہ سب دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں، اس لحاظ سے بے علم اور بدقسمت ہیں کہ وہ اس زمانے کے امام کو نہیں پہچان سکے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو سمجھنے کا اُن کو فہم و ادراک حاصل نہیں ہوسکا۔بجائے اس کے کہ علم ان کے دل و دماغ کو روشن کرتا،ان میں عاجزی پیدا کرتا،اس علم نے ان میں تکبر پیدا کیا جس کی وجہ سے انہوں نے نہ صرف یہ کہ زمانے کے امام کو پہچانا نہیں بلکہ اکثریت نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بڑی غلیظ زبان بھی استعمال کی اور اپنے آپ کو علمی لحاظ سے بہت بلند سمجھا۔ اس زمانے کے حکم اور عدل کو،آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کو ماننے سے انکار کیا۔لیکن آپ لوگ ان خوش قسمت لوگوں میں سے ہیں جن کے والدین کو آباؤ اجداد کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو ماننے کی توفیق ملی۔اور پھر اس پر یقین میں اس حد تک بڑھے کہ خلیفۂ وقت کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے بچوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں پیش کر دیا۔اور اللہ تعالیٰ کے حضور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے نیک اولاد کی دعا کی تاکہ اسے اللہ کے حضور پیش کرسکیں۔بہت سی ماؤں نے حضرت مریم علیہا السلام کی یہ دعا کی کہ جو کچھ بھی میرے پیٹ میں ہے، اے اللہ!اسے میں تجھے پیش کرتی ہوں۔ اور یہ بھی صرف اسی وجہ سے ہے کہ ان کو حضرت مسیح موعودؑ سے ایک سچا تعلق ہے۔اسی لئے اُن میں اپنے بچوں کو وقفِ نو میں پیش کرنے کی خواہش پیدا ہوئی اور اکثر جو خط آتے ہیں وقفِ نو کی اولاد کے لئے کہ ہمارے بچوں کو وقفِ نو میں شامل کریں، اکثریت ان میں سے احمدی ماؤں کے خط ہوتے ہیں۔تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس زمانے میں کہ جب مائیں چاہتی ہیں کہ بچے ہوں اور ان کے ذریعے سے دنیاوی خواہشیں پوری ہوں۔(احمدی مائیں) انہیں دین کی خاطر وقف کرتی ہیں۔

حضور انور نے طلبہ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ پس آپ خوش قسمت ہیں کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو ایسے ماں باپ عطا کئے جو اپنے بچوں کو خدا کی راہ میں پیش کرنے کے لئے، دین کی خاطر وقف کرنے کے لئے،خوشی سے تیار ہو گئے۔پس جہاں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اپنے ماں باپ کے لئے بھی دعا کریں کہ ﴿رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِي صَغِيرًا﴾ یعنی ان دونوں پر بھی رحم کر جس طرح ان دونوں نے بچپن میں میری تربیت کی،اور میں باوجود دنیا کی چکا چوند کے، اس معاشرے میں رہتے ہوئے جہاں ہر طرف غلاظتیں ہیں بلوغت کی عمر کو پہنچ کر،اس تربیت اور دعا کی وجہ سے جو میرے والدین نے کی، اے اللہ! آج میں تیرے دین کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے اس ادارے میں داخل ہو رہا ہوں۔ ہمیشہ یہ دعا کریں کہ اے اللہ ہمیشہ مجھے اپنے والدین کا بھی عہد پورا کرنے کی توفیق دے اور مجھے اپنا عہد پورا کرنے کی بھی توفیق دے اور ہر موقع پر، ہر تکلیف میں، ہر امتحان میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کا ہی جواب دینے والے ہوں کہ تُو مجھے انشاء اللہ صبر کرنے والوں اور ایمان پر قائم رہنے والوں میں سے پائے گا۔اگر آپ اس طرح اپنے عہد نبھاتے رہے تو تب ہی آپ وقف کے میدان میں کامیاب اور اللہ کا پیار حاصل کرنے والے ہوں گے۔اور اس طرح اللہ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اپنی زندگی گزارنے والے ہوں گے۔اور ہر موقعہ پر اللہ تعالیٰ خود آپ کو اپنا ہاتھ رکھ کر ہر مشکل سے نکالے گا۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر آپ پر ہوگی۔لیکن ہر قربانی کے لئے تیار ہونا اور ہر قربانی کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنا ضروری ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ کو اس روح کو قائم رکھتے ہوئے اپنے ماں باپ کا اور اپنا عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے طلبہ کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا کہ یہاں جو چند سال آپ نے گزارنے ہیں (تقریباً سات سال) ان میں ہر دن آپ میں انقلاب لانے والا دن ثابت ہونا چاہئے۔اپنے عہد کا پاس کرنے والا دن نظر آنا چاہئے۔آپ کے اساتذہ کو بھی، آپ کے گھر والوں کو بھی، آپ کے ماحول کو بھی اور آپ کو خود بھی اپنے اندر ہر روز ایک نئی اور پاک تبدیلی پیدا ہوتی نظر آنی چاہئے۔ آپ کا اللہ تعالیٰ سے تعلق روز بروز بڑھنا چاہئے۔ ہمیشہ یہ ذہن میں رہے کہ میں واقفِ زندگی ہوں۔اب میرا اپنا کچھ بھی نہیں، میری ذات اب خدا کے لئے اور خدا کے مسیح کی جماعت کے لئے ہے۔جامعہ کے ان سالوں میں مکمل طور پر پڑھائی کی طرف توجہ دیں۔بعض مضمون آپ کو مشکل لگیں گے۔دعا کے ساتھ محنت کرتے ہوئے اپنے اساتذہ کی رہنمائی میں ان کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ چھوٹی موٹی تکلیفوں اور بیماریوں کی کبھی پرواہ نہ کریں، وہ تو آتی رہتی ہیں۔بعض بچے بڑے نازک ہوتے ہیں،ذرا سی بھی سر درد ہوئی تو لیٹ جاتے ہیں۔تو اپنے آپ کو سخت جانی کی عادت ڈالیں،ایک ایک لمحہ آپ کا قیمتی ہے۔رات کو سوتے ہوئے اپنا جائزہ لینے کی عادت ڈالیں کہ دن کے دوران کوئی لمحہ بھی ایسا تو نہیں جو میں نے ضائع کیا ہو۔جب آپ اسی طرح اپنا جائزہ لے رہے ہونگے تو ابھی سے آپ کو اپنے وقت کی قدر کا احساس بھی پیدا ہو جائے گا، وقت کے صحیح استعمال کی عادت بھی پڑ جائے گی۔جب یہاں سے فارغ ہوں گے،مربی بن کر،مبلغ بن کر نکلیں گے تو اپنی زندگی ہر لمحہ اور ہر سیکنڈ دین کی خاطر گزارنے والے ہوں گے۔ اور جب اس طرح وقت گزاریں گے تو تبھی آپ اپنے عہد کو پورا کرنے والے کہلا سکیں گے۔

حضور انور نے طلبہ کو روزمرہ کے پروگرام کے حوالہ سے بھی اہم نصائح فرمائیں۔چنانچہ فرمایا کہ ایک بات اَور یاد رکھیں کہ یہاں جو بھی کلاسوں میں پڑھیں جامعہ کے وقت کے بعد اُس کی دُہرائی ضرور کریں۔ جب اپنے کمروں میں جائیں جو روز پڑھا ہو، روز کا روز دُہرا لیا کریں تاکہ جو بھی پڑھا ہے وہ آپ کے ذہن میں بیٹھ جائے۔اس کے علاوہ بعض آپ میں سے ایسے بھی ہوں گے جن کو اُردو پڑھنی نہیں آتی تو جب تک اُردو پڑھنی نہیں آتی اُس وقت تک حضرت مسیح موعودؑ کی کوئی بھی کتاب جس کا انگلش میں ترجمہ ہو چکا ہو کیونکہ انگلش تو تقریباً ساروں کو آتی ہے،اُس کو پڑھیں یا بعض حصوں کے ترجمے ہو چکے ہیں اُن کو روزانہ پڑھنے کی عادت ڈالیں۔ پھر اُس کو سمجھنے کی عادت ڈالیں اور یاد رکھیں کہ ہر صورت میں آپ نے زائد مطالعہ کرنا ہے۔(یعنی) جو جامعہ کا پڑھنا ہے اُس کی دہرائی کرنی ہے اور اُس کے علاوہ زائد مطالعہ بھی کرنا ہے۔قرآن کریم کی تلاوت روزانہ کرنا آپ کی تعلیم کا حصہ ہے اور پابندی ہوگی ہوسٹل میں رہنے والوں کے لئے کہ نماز کے بعد تلاوت کیا کریں۔لیکن اس کی تلاوت اور اس کو سمجھنا اس لئے بھی اپنے اوپر لازم کرلیں کہ ہم نے اپنی زندگی پر اس تعلیم کو لاگو کرنا ہے۔اس پر عمل کرنا ہے۔اُن علماء کی طرح نہیں ہونا جو دوسروں کے لئے تو علم سیکھ لیتے ہیں لیکن اپنے پر عمل کرنے کی ان کو توفیق نہیں ہوتی۔ جب وقت آئے تو سو بہانے تراشتے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ روزانہ اخبار کا مطالعہ بھی ہونا چاہیے۔دوسرے رسالوں کا مطالعہ بھی ہونا چاہئے۔پھر کھیلیں ہیں اُس میں بھی آپ کو ضرور حصہ لینا چاہیے۔اس بات کو اپنے پر فرض کرلیں کہ سوائے ان چھ سات گھنٹے کے جو آپ نے سونا ہے، باقی وقت بالکل مصروف رہنا چاہیے۔یاد رکھیں کہ آپ کو اس جامعہ کا ابتدائی طالب علم بننے کا موقعہ مل رہا ہے۔یہ بہت بڑا اعزاز ہے اور ایک ذمہ داری بھی ہے۔طلباء کا بھی اپنا ایک مزاج ہوتا ہے جو پھر اُس ادارے کا مزاج بن جاتا ہے اور پھر آئندہ آنے والے بھی عموماً اُسی پر چلتے ہیں۔اگر پہلے طلباء اچھے ہوں تو انتظامیہ کو بعد کے طلباء پر بھی زیادہ محنت نہیں کرنی پڑتی اور طلباء کے اچھے ہونے کی وجہ سے ہی ادارہ مشہور ہوتا ہے۔ بعض دفعہ اچھی لاٹ آجاتی ہے طلباء کی،وہ کالج اُن کی وجہ سے بڑا مشہور ہو جاتا ہے حالانکہ پروفیسر یا ٹیچر یا پڑھانے والے اُسی طرح محنت کر رہے ہوتے ہیں۔اس لئے آپ لوگوں نے خود بھی خاص طور پر توجہ سے اچھا بننا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جامعہ احمدیہ کا اپنا ایک تقدس بھی ہے۔اگر آپ اُس پر پورا نہیں اتریں گے تو ہوسکتا ہے کہ انتظامیہ ایسے طلباء کے خلاف کوئی کارروائی بھی کرے جو اس تقدس اور معیار کا خیال نہیں رکھ رہے کیونکہ بُری مثالیں تو بہرحال اس ادارہ میں قائم نہیں کرنی۔ یہ ایک ایسا ادارہ ہے جو جماعت احمدیہ کا خالص دینی تعلیم سکھانے والا ادارہ ہے۔خالص وہ لوگ یہاں داخل ہونگے جنہوں نے اپنی زندگیاں دین کی خدمت کے لئے وقف کی ہیں۔تو اس لحاظ سے بہرحال پھر انتظامیہ کو دیکھنا بھی پڑتا ہے۔لیکن آپ لوگوں سے میں یہ کہتا ہوں کہ اگر آپ جو طلباء آئے ہیں، ہر لحاظ سے اعلیٰ مثالیں قائم کرلیں تو جامعہ کی تاریخ میں آپ کا نام سنہری حروف سے لکھا جائے گا۔ ہمیشہ آپ کو اس نام سے یاد کیا جائے گا کہ یہ ایسے طلباء تھے جن سے بعد میں آنے والوں نے بھی راہنمائی حاصل کی۔کیونکہ لمبی کلاسیں چلنی ہیں، ہر سال داخلے ہوں گے تو ظاہر ہے وہ آپ کے نمونے بھی دیکھ رہے ہوں گے۔

آخر میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے ساتھ اپنا خطاب مکمل فرمایا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی تعلیم مکمل کرنے، نیکیوں میں بڑھتے چلے جانے اور اپنے وقف کو نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ہمیشہ آپ کو اس بات پر فخر رہے اور یہ فخر عاجزی میں بڑھائے کہ ہم خدا کے مسیح کی فوج کے سپاہی ہیں جنہوں نے آنحضرتؐ کے جھنڈے کو تمام دنیا میں گاڑنا ہے۔انشاء اللہ۔اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

اس کے بعد حضور ایدہ للہ تعالیٰ نے دعا کروائی۔

بعد ازاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے جامعہ کے طلبہ اور اساتذہ کے ساتھ چائے نوش فرمائی۔دیگر مہمانوں کے لئے علیحدہ کمرے میں انتظام کیا گیا تھا۔ اس موقع پر طلبہ کے والدین اور بہت سے دیگر مہمان مدعو تھے۔ لجنات کی نمائندہ خواتین اور بچوں کی ماؤں نے پردہ کی رعایت سے اسی عمارت کے ایک الگ کمرہ میں بیٹھ کر اس تاریخی تقریب میں شمولیت کی سعادت حاصل کی۔حضور انور کی

باقی صفحہ نمبر 10پر ملاحظہ فرمائیں

جمعۃ الوداع یا جمعۃ الاستقبال

اصل تقدس جمعہ کا ہے یا نمازوں کا؟

بے شمار لوگوں کے لئے ایک فکر انگیز تحریر

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ ان بھولے بھالے اور گم کردہ راہ انجانوں کی، جو سارے سال میں صرف ''جمعۃ الوداع'' کو اہمیت دیتے ہوئے جمعہ پڑھتے ہیں، راہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جمعۃ الوداع کے متعلق جو یہ تقدس کا تصور ہے یہ میں نہیں جانتا کب سے شروع ہوا لیکن جمعۃ الوداع کے تقدس کا جو تصور ہندوستان اور پاکستان میں پایا جاتا ہے اس کی تاریخ بہت گہری دکھائی دیتی ہے۔ایک لمبے عرصہ سے روایتاً اس تقدس کے قصے چل رہے ہیں ۔اس خیال سے میں نے سوچا کہ اس دفعہ جب رمضان المبارک کے جمعۃ الوداع پر آپ سے بات کروں تو احادیث میں سے اس جمعہ کی برکتوں کا ذکر نکال کر بطور خاص تحفہ آپ کے سامنے بیان کروں۔لیکن بہت علماء بٹھائے، بہت کتابیں حدیثوں کی دیکھیں، اشارۃً بھی کہیں جمعۃ الوداع کا ذکر نہیں ملتا۔ جمعہ کی برکتوں سے متعلق مضامین احادیث میں بکثرت ملتے ہیں لیکن ہر جمعہ کی برکت سے متعلق وہ مضامین ملتے ہیں۔مگر یہ تصور کہ گویا مسلمان ایک آخری جمعہ کا انتظار کر رہے ہیں اور اس جمعہ میں برکتیں ڈھونڈنے کے لئے بے چین اور بے قرار ہیں، یہ تصور احادیث نبویؐ میں، سنت میں، کہیں اشارۃً بھی مذکور نہیں۔

ہاں آخری عشرہ کی برکتوں کا ذکر بہت کثرت سے ملتا ہے اور جمعہ کی برکتوں کا سارے سال میں ، جہاں بھی، جب بھی جمعہ آئے اس کی برکتوں کا ذکر ملتا ہے۔ پس یہ بات میں آپ کے ذہن نشین کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مسلمان بھائی خواہ وہ جماعت سے تعلق رکھتے ہیں یا نہیں رکھتے، جن کو بدنصیبی سے نماز پڑھنے کی عادت نہیں، جو سال میں ایک ہی مقدس دن کی تلاش میں تھے اور آج اس دن کی خاطر غیر معمولی طور پر مساجد میں اکٹھے ہوگئے ہیں ان تک میری یہ آواز پہنچے گی اور آج پہنچے گی پھر شاید نہ پہنچے کیونکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ دوبارہ ان کو پھر مسجدوں میں آنے کی توفیق ملتی ہے کہ نہیں۔لیکن اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے میں ان کو بتاتا ہوں کہ جمعۃ الوداع کا کوئی خاص تقدس نہ قرآن میں مذکور ہے نہ احادیث میں مذکور ہے۔نہ سنت سے ثابت ہے، نہ صحابہ کرام کے عمل سے بعد میں ثابت ہے۔پس جس دن کا آپ نے انتظار کیا تھا وہ تو اس پہلو سے خالی نکلا۔ لیکن جمعۃ المبارک کے تقدس کا بہت ذکر ملتا ہے۔قرآن میں بھی ملتا ہے، احادیث میں بھی ملتا ہے اور یہ ہر جمعہ ہے جو ہر ہفتہ آپ کے سامنے آتا ہے۔اس کے علاوہ نمازوں کے تقدس کے ذکر سے تو قرآن بھرا پڑا ہے۔

جمعۃ الوداع تو سال میں ایک دفعہ آتا ہے ۔ جمعۃ المبارک ہر ہفتہ آتا ہے اور نماز دن میں پانچ مرتبہ آتی ہے اور اس پانچ مرتبہ آنے والی چیز کا اس کثرت سے قرآن میں ذکر ہے کہ کسی اور عبادت کا اس طرح ذکر نہیں ہے۔تو برکتوں سے بھرا ہوا نیک اعمال کا خزانہ ہے اس سے تو منہ موڑ لیتے ہو اور سارا سال ایک جمعہ کا انتظار کرتے ہو۔جیسا کہ میں نے بتایا ہے کہ اس جمعہ کی کوئی اہمیت کہیں مذکور نہیں تو کم سے کم اس جمعہ سے یہ برکت تو حاصل کر جاؤ۔ یہ جان لو کہ عبادت ہی میں برکت ہے، عبادت ہی میں خدا تعالیٰ کے فضل ہیں، عبادت ہی سے ان کی رضا وابستہ ہے، عبادت ہی سے دنیا کی خیر اور آخرت کی خیر وابستہ ہے اور مومن کے لئے عبادت ہر روز پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے ۔ روزمرہ کی زندگی میں جب آپ مساجد کے پاس سے گذرتے ہیں تو اکثر آپ دیکھتے ہیں کہ مساجد بہت بڑی ہیں اور یوں لگتا ہے کہ جیسے بے وجہ اتنی بڑی مساجد بنادی گئی ہیں لیکن آج وہ دن ہے جب آپ کسی مسجد کے پاس سے گزر کر دیکھیں تو آپ یہ دیکھ کر حیران ہونگے کہ مسجدوں سے نمازی چھلک چھلک کر باہر آگئے ہیں۔گلیاں بھر گئی ہیں۔بعض بازار بند کرنے پڑے ہیں ۔ لاہور ہو، کراچی ہو یا دنیا کے اور بڑے بڑے شہر وہاں مساجد کے باہر جو بازار یا ملحقہ گلیاں ہیں وہاں بعض دفعہ دیکھیں گے کہ سائبان لگائے گئے ہیں اور جگہ جگہ بلاک کر کے سڑکوں کو بند کیا گیا ہے کہ آج یہاں نمازی نماز پڑھ رہے ہیں۔ یہ وہ نمازی ہیں جن کے متعلق خدا تعالیٰ کو توقع ہے کہ ہر روز پانچ وقت جہاں مسجد میسر آئے وہاں جا کر نماز پڑھیں گے۔اب اس سے آپ اندازہ کریں کہ ایک وہ تصور ہے جو قرآن اور سنت کا ہے عبادتوں کے متعلق، رحمتوں اور برکتوں کے متعلق، رضوان اللہ کے متعلق۔اور ایک وہ ہے جو عام دنیا میں رائج ہے اور مسلمان سمجھتے ہیں کہ یہی وہ ایک گُر ہے نجات پانے کا۔ان دونوں میں کتنا فرق ہے۔

حقیقی نجات خدا کی اطاعت میں ہے اور خدا کی اطاعت عبادت کے بغیر نصیب نہیں ہوسکتی۔عبادت پہلا دروازہ ہے جو اطاعت کے لئے قائم فرمایا گیا ہے۔اس دروازہ سے داخل ہوگے تو پھر ساری اطاعتوں کی توفیق میسر آسکتی ہے۔جس نے یہ دروازہ اپنے پر بند کر لیا اس کے لئے کوئی اطاعت نہیں ہے۔نماز کی اہمیت کے اوپر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اتنا زور دیا ہے اور پھر نماز باجماعت کی اہمیت پر کہ ایک موقع پر صبح کی نماز کے بعد آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دیکھو اس وقت بھی (صبح کی نماز کے وقت) کچھ لوگ ہیں جو گھروں میں سوئے پڑے ہیں اور اگر خدا کی طرف سے مجھے اجازت ہوتی تو میں یہ باقی جو نمازی تھے ان کے سروں پر لکڑیوں کے گٹھے اٹھواتا اور ان کو ان کے گھروں میں جلا دیتا۔مگر مجھے اس کی اجازت نہیں ہے۔میں داروغہ نہیں بنایا گیا۔

اب حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے بڑھ کر شفیق دل آپ کو دنیا میں ڈھونڈے سے کہاں ملے گا۔ تصور میں نہیں آ سکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ یہ فرما کر فرمایا ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾۔جب بھی خدا کے بندوں کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے یعنی اے لوگو! خدا کے بندو! ﴿عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ﴾ اس پر تمہاری تکلیف بہت شاق گذرتی ہے۔ یہ خطاب کا پہلا حصہ عام ہے۔پھر فرمایا جہاں تک مومنوں کا تعلق ہے ﴿بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ وہ تو جیسے اللہ اپنے بندوں پر رؤوف اور رحیم ہے، جیسے اللہ اپنے بندوں پر مہربان ہے اور بار بار رحم لے کر آتا ہے اس طرح مومنوں پر تو یہ رسول رؤوف بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ اس رسول کے منہ سے یہ کلمہ نکلا ہے کہ اگر مجھے یہ اجازت ہوتی تو میں لکڑیوں کے گٹھے اٹھوا کر ان نمازیوں کو ساتھ لے کر چلتا اور جو بے نماز ہیں ان کو ان کے گھروں میں جلا دیتا۔

دراصل اس میں ایک پیغام ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو عبادت نہیں کرتے وہ آگ کا ایندھن ہیں اور بہتر ہے کہ اس دنیا میں جل جائیں بہ نسبت اس کے کہ مرنے کے بعد کی آگ میں ڈالے جائیں۔ یہ حقیقی پیغام ہے۔ اور عبادت ہی ہے جس کے ساتھ ساری نجات وابستہ ہے۔

پس وہ لوگ جو آج اس جمعہ کی برکت ڈھونڈنے کے لئے جوق در جوق مساجد کی طرف آئے ہیں ان کو اندر جگہ نہیں ملی تو باہر گلیوں میں بیٹھے ہوئے ہیں ۔ ان سب تک ، جن تک بھی یہ آواز پہنچے ، میں یہ پیغام پہنچاتا ہوں کہ ہماری عبادت روزمرہ کی پانچ وقت کی عبادت ہے۔اور ہر دفعہ جب اذان کی آواز بلند ہوتی ہے تو مومن کا فرض ہے کہ اپنے گھروں کو چھوڑے اور اس مسجد کی طرف چل پڑے جہاں سے عبادت کے لئے بلایا جا رہا ہے۔حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ، حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ۔ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح، حَیَّ عَلَی الْفَلَاح۔پانچ مرتبہ یہ آوازیں سنتے ہو کہ دیکھو نماز کی طرف چلے آؤ، کامیابی کی طرف چلے آؤ، کامیابی کی طرف چلے آؤ۔اور پھر بھی جواب نہیں دیتے ۔ پس وہ لوگ جن کو مساجد تک پہنچنے کی توفیق ہے ،اور توفیق کا معاملہ بندہ اور خدا کے درمیان ہے،کوئی نہیں کہہ سکتا کہ فلاں کو توفیق ہے یا نہیں ہے۔ بعض دفعہ ایک بیماری دوسرے کو دکھائی دے نہیں سکتی۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ میں بیمار ہوں وہیں انسان کا قدم رک جانا چاہئے کہ ٹھیک ہے اگر تم بیمار ہو تو تمہارا معاملہ تمہارے خدا کے ساتھ اور ہمارا معاملہ ہمارے خدا کے ساتھ ۔لیکن ہر شخص خود جانتا ہے کہ اسے توفیق ہے کہ نہیں۔پس جسے توفیق ہے اس کا فرض ہے کہ پانچ وقت مساجد میں جا کر عبادت بجالائے اور اگر پانچ وقت مساجد میں نہیں جا سکتا تو جہاں اسے توفیق ہے وہیں مسجد بنا لے۔ جہاں اس کے لئے ممکن ہو باجماعت نماز پڑھے یا پڑھائے اور اپنے ساتھ اپنے عزیزوں کو یا دوسروں کو اکٹھا کر لے تا کہ اس کی نمازیں باجماعت ہو جائیں۔ جو شخص اس بات کا عادی ہو جائے گا،جس کے دل میں ہر وقت یہ طلب اور بے قراری ہو کہ میری ہر نماز باجماعت ہو جائے اس کے لئے یہ خوشخبری ہے کہ وہ نمازیں جو باجماعت ممکن نہیں ہونگی ان کے متعلق حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اگر وہ اذان دے کر باجماعت نماز کی نیت سے کھڑا ہو جائے گا تو کوئی اور اس کے ساتھ شامل ہونے والا نہ بھی ہوگا تو اللہ آسمان سے فرشتے اتارے گا۔وہ اس کے پیچھے نماز ادا کریں گے اور اس کی نماز، نماز باجماعت ہی رہے گی۔

تو یہ وہ برکت ہے جو ہر روز پانچ دفعہ آپ کے سامنے آتی ہے، اس سے منہ موڑ لیتے ہیں اور سال میں ایک دفعہ جو جمعہ آرہا ہے اس کی طرف توجہ دیتے ہیں کہ وہی دن ہمارے گناہ بخشوانے کا دن ہے۔ اور کیا پتہ کوئی کس دن مرتا ہے یہ بھی تو سوچو ! کیا ضرور جمعہ کے معاً بعد بخشوانے کے بعد ہی تم نے مرنا ہے۔ حالانکہ جمعۃ الوداع کے ساتھ کسی بخشش کا ذکر مجھے تو نہیں ملا۔ لیکن اگر ہو بھی تو سال میں جو باقی تین سو پینسٹھ دن پڑے ہیں ۔ ان دنوں میں عزرائیل بے کار کب بیٹھتا ہے ۔ کیا مقدر اور لازم ہے کہ تم جمعہ کے دن بخشش کروانے کے بعد مروگے؟ پس موت تو ہر وقت آسکتی ہے ۔ اس کا کوئی وقت مقرر نہیں ۔ کوئی دن مقرر نہیں تو روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازیں اس لئے آتی ہیں کہ تم بخشی ہوئی حالت میں، دھلی ہوئی حالت میں یہاں سے روانہ ہو۔

پس اس پہلو سے جماعت کو میں نماز باجماعت کی طرف متوجہ کرتا ہوں اور وہ دوسرے مسلمان بھائی بھی جو رفتہ رفتہ ہمارے جمعہ میں ٹیلی ویژن کے ذریعہ شامل ہو رہے ہیں اور یہ رجحان دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے، ان کو بھی یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ خود بھی اس طرف توجہ فرمائیں اور اپنے بھائی بندوں کو، دوسروں کو بھی یہ پیغام پہنچا دیں کہ روزمرہ کی پانچ وقت کی نمازوں کا قیام کرنا یہ قرآن کریم کے پیغامات کی جان ہے اور اگر مسلمان اس بات پر قائم ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ تمام دنیا میں مسلمانوں کی اصلاح کا ایک ایسا نظام جاری ہو جائے گا جس سے خدا کے فضل سے اسلام کو وہ پرانی کھوئی ہوئی ظاہری عظمت اور شوکت بھی مل جائے گی کیونکہ ظاہری عظمت اور شوکت کا اصل تعلق اندرونی روحانی عظمت اور شوکت سے ہے۔اگر اندرونی عظمت اور شوکت بحال ہو جائے تو ظاہری عظمت نے پیچھے آنا ہی آنا ہے۔اگر اندرونی روحانی عظمت اور شوکت بحال نہ ہو تو ظاہری شوکت کے پیچھے آپ جتنا چاہیں چکر لگائیں کچھ حاصل بھی کرلیں گے تو بے معنی ہوگی ، بے روح جسم ہوگا۔خدا کے نزدیک اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی ۔پس اپنے اندرونوں کو سنواریں اور اندرونی عظمت کے پیچھے دوڑیں۔ اللہ تعالیٰ وہ عظمت عطا فرمائے جس کے متعلق خدا تعالیٰ خود فرماتا ہے ﴿اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ اَتْقَاکُمْ﴾ تم میں سب سے معزز انسان وہ ہے، سب سے عظیم شخص وہ ہے اور اللہ کی نظر میں ہے جو زیادہ متقی ہو۔پس تقویٰ کے تقاضے تو عبادت کے بغیر پورے نہیں ہوسکتے ۔ میں امید رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ اس طرف توجہ فرمائیں گے۔

جمعہ کے دن جو برکتوں کا ذکر ملتا ہے وہ میں آپ کے سامنے ایک حدیث سے اس کی مثال رکھتا ہوں ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا یہ روایت ابولبابہ بن عبدالمنذر کی ۔ سنن ابن ماجہ باب فی فضل الجمعہ سے لی گئی ہے۔وہ کہتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جمعہ تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے پاس اس کی بڑی عظمت ہے اور وہ اللہ کے نزدیک یوم الاضحیٰ اور یوم الفطر سے بھی زیادہ عظمت والا ہے''۔

اب یہ وہی بات ہے کہ جمعۃ الوداع کے علاوہ عیدین کی بڑی عظمت ہے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ عیدین سے زیادہ ہر جمعہ کی عظمت خدا تعالیٰ کے نزدیک ہے اور اس میں پانچ خوبیاں ہیں.............۔اسی دن وہ ساعت ہے کہ بندہ اللہ سے سوال نہیں کرتا مگر اللہ اسے وہ سب کچھ عطا کرتا ہے جب تک کہ وہ کسی حرام کے متعلق نہیں مانگتا ۔ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے وہ فیض عام کی گھڑی ہے۔اس گھڑی میں خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی انکار نہیں ہوتا مگر حرام مطالبے کا۔

حرام دعا کا۔ پس اگر تمہاری دعائیں نیک ہیں تو جمعہ کے دن خصوصیت سے دعائیں کیا کرو اور یہ پیغام ان کے لئے ہے جو جمعہ پر حاضر ہوتے ہیں۔ جمعہ کی اہمیت کو سمجھتے ہیں اور ہر وقت کوشش رہتی ہے کہ ان موانع کو جو جمعہ کے رستے میں حائل ہیں یعنی ان روکوں کو جن کی وجہ سے وہ جمعہ نہیں پڑھ سکتے کس طرح دور کریں"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱/مارچ ۱۹۹۴ء مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل،لندن۔ یکم اپریل ۱۹۹۴ء)

جمعة الوداع کا غلط تصور

اسی طرح حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"پس اگر انسان جن کو بڑا سمجھتا ہو ان کے ساتھ یہاں تک سلوک کرتا ہے اگر واقعتاً خدا پر یقین ہو اور خدا کو حقیقتاً بڑا سمجھتا ہو تو کیسے ممکن ہے کہ خدا کی بڑائی سے تو مونہہ موڑے رکھے اور خدا کی طرف ہمیشہ روزانہ جب بھی نماز کا وقت آئے پیٹھ پھیر کر دنیا کی طرف چلا جائے اور پھر بھی اس کا خدا پر یقین قائم، اور خدا کو بڑا سمجھ رہا ہے۔ پس یہ جھوٹ ہے۔ یہ جھوٹ کی زندگی ہے۔ اس کی طرف متوجہ ہونا اس لئے ضروری ہے کہ امر واقعہ یہ ہے کہ جانا پھر وہیں ہے جس خدا نے ہمیں پیدا کیا ہے، جہاں سے ہم آئے ہیں اور جو نعمتیں ہمیں عطا ہوئیں، اسی خدا نے عطا فرمائیں جو رب العالمین ہے اور ان نعمتوں کے حصول کے باوجود ناشکری کی زندگی تو بہت ہی ناپسندیدہ زندگی ہے۔

ایک طرف دنیا کا انسان جو تمہیں کچھ دے سکتا ہے بسا اوقات نہیں بھی دیتا تو اس کی چوکھٹ پر سر پٹکتے چلے جاتے ہو۔ کتنے سیاستدان ہیں جنہوں نے دنیا کو، واقعتاً اپنے پیچھے چلنے والوں کو کچھ عطا کیا ہے؟ صرف ایک فخر ہی کا احساس ہے۔ یہ یقین ہے کہ ہم بڑے ہیں کیونکہ ہمارا دوست بڑا ہے۔ ہم اس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں مگر دیتے کب ہیں کچھ۔ اللہ تعالیٰ جو رب العالمین ہے جس نے تمہاری زندگی کے سارے سامان پیدا فرمائے اس کا شکر کا تصور تک تمہارے دل میں پیدا نہیں ہوتا۔ اس کی عبادت کو یہ سمجھتے ہو کہ اتنا بوجھ ہے کہ مصیبت پڑ گئی ہے اس لئے سال کا ایک جمعہ بھی اس لئے پڑھا جاتا ہے کہ چلو سارا سال نہ سہی اس ایک جمعہ سے ہی خدا تعالیٰ راضی ہو جائے گا۔ نہ کوئی خرچ کرنا پڑا نہ کوئی مصیبت اٹھانی پڑی مفت کا یار کمایا گیا اور کیا چاہئے۔

اور دراصل بہت سے علماء بدقسمتی کے ساتھ لوگوں کو اس طرف ان غلط راہوں کی طرف لے جاتے ہیں یہ تصور پیش کرتے ہیں کہ خدا تو بڑا رحیم و کریم ہے کیا مصیبت پڑی ہے اس کی راہ میں محنتیں کرنے کی۔ جمعة الوداع میں اگر تم چلے جاؤ اور جمعہ کے بعد عصر تک دعائیں کرو تو تمہارے سارے سال کی خطائیں ہی نہیں، ساری زندگی کی خطائیں معاف ہو جائیں گی۔ پس جمعة الوداع کی برکتیں، اس کی عظمتیں بیان کر کر کے وہ بے وقوفوں کی عقلیں مار دیتے ہیں، جو کچھ تھوڑی سی عقل ہے اس کا بھی ستیاناس کر دیتے ہیں اور قرآن کریم کے اس مضمون سے بالکل منافی تعلیم دے رہے ہیں۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ یاد رکھو عارضی طور پر اگر تم میرے پاس آؤ گے میں سن بھی لوں گا تو یاد رکھنا اس کی کوئی حقیقت نہیں ہوگی۔ میرے پاس آ کر اگر میرے ساتھ تعلق پیدا ہو جائے تو پھر تم دائمی میرے ہو کر رہو گے۔ لیکن آئے اور چلے گئے، یہ قطعی اس بات کی دلیل ہے کہ تم اپنے وقتی فائدہ کی خاطر آئے تھے۔ تمہارا میری ذات سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ان کے متعلق فرمایا ﴿یُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ﴾۔ اللہ تعالیٰ تمہیں بتائے گا پھر کہ تمہارے اعمال کیا تھے۔ اور آخر دوسری آیت میں یہ نتیجہ نکالا ہے۔ اے ایسے انسان ﴿اِنَّکَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ﴾ تُو آگ کا ایندھن ہے اس کے سوا تیرا کوئی مقدر نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تو یہ نقشہ کھینچ کر آگ کا انجام دکھا رہا ہو اور مولوی کہہ رہے ہوں کہ کوئی فکر کی بات نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت کا دعویٰ کر لو پھر جو چاہے کرتے پھرو سب کچھ اجازت ہے۔ اور وہ گناہ جو خدا نہیں بخش سکتا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم بخشوا لیں گے۔ یہ تصور جس قوم کو دے دیا جائے اس کا دین بھی گیا، اس کی دنیا بھی گئی۔ کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

پس بحیثیت احمدی آپ بیدار ہوں۔ اگر آپ نمازیں نہیں پڑھتے رہے تو یہ جمعہ خدا کرے آپ کے لئے آئے مگر آئے گا اس طرح کہ اس جمعہ کے بعد آپ کی کیفیت بدل جائے۔ پھر آپ ہمیشہ خدا ہی کے ہو جائیں یا ہونا شروع ہو جائیں۔ خدا کا ہو جانا تو ایک بہت بڑا کام ہے،۔ بہت بڑا دعویٰ ہے لیکن شروع ہو جانا تو کوئی مشکل کام نہیں۔ ایک سمت آپ کچھ قدم اٹھائیں، تھوڑا بہت اس کی طرف رجوع کریں تو باقی کام پھر اللہ خود سنبھال لیتا ہے۔ پس میں آپ کو سمجھاتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں سفر بڑا مشکل کام نہیں ہے۔ آج کے جمعہ کی برکت سے آج اپنے لئے دعائیں کریں۔ ایک اپنے لئے لائحہ عمل تجویز کریں اور اس فکر کے ساتھ آج جمعہ سے فارغ ہوں کہ ہم اس جمعہ کی برکتوں کو باقی سال میں سنبھالنے کے لئے کیا کریں گے"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/فروری ۱۹۹۷ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن،۲۸/مارچ ۱۹۹۷ء)

حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

"یہ سارے مضامین سمجھیں اور اس سال یہ فیصلہ کریں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ برائیوں کے شہر کو چھوڑ کر نیکیوں کے شہر کی طرف حرکت شروع کر دیں گے۔ پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ جس حال میں بھی تم جان دو گے وہ خدا کے حضور مقبول انجام ہوگا اور خدا کی رضا پر جان دو گے مگر لازماً نیکیوں کی طرف حرکت کرنا ہے چاہے گھسٹتے ہوئے کرتے چلے جاؤ۔ ایسا شخص جس کی مثال آپ نے دی ہے وہ ہے جس کی جان نکل رہی ہے، جسم میں طاقت نہیں، موت کے نرغہ میں مبتلا ہے اور پھر بھی گھٹنوں کے بل اور کہنیوں کے بل کوشش کر رہا ہے کہ دم نکلے تو خدا کے پاک لوگوں میں نکلے۔ یہ وہ نظارہ ہے جس کے بعد یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف نہ فرمائے۔ پس یہ کیفیت اپنے اوپر طاری کریں تو یہ جمعة الوداع آپ کے لئے ایک اور معنی میں جمعة الوداع بنے گا۔ یہ بدیوں کے لئے وداع کا جمعہ بن جائے گا، نیکیوں کے لئے نہیں۔ ان معنوں میں وداع نہیں رہے گا کہ آپ نے آج پڑھا اور چھٹی ہوئی اور پھر اگلے سال تک آپ کو کسی جمعہ یا نیکی کی توفیق نہ ملی"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۷/فروری ۱۹۹۷ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۲۸/مارچ ۱۹۹۷ء)

❁❁❁❁❁

اعتکاف

(فخر کائنات سید لولاک ﷺ کے اعتکاف کی ایک جھلک)

رمضان کے آخری عشرہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں "اعتکاف" کی عبادت کا آغاز ہوتا ہے۔ آنحضرت ﷺ کیسے اعتکاف بیٹھتے، اس کی ایک جھلک حضرت خلیفة المسیح الرابع رحمہ اللہ نے خطبہ جمعہ میں بیان فرمائی۔ آپ فرماتے ہیں:

"اب مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۶۷ مطبوعہ بیروت کی ایک حدیث جو حضرت ابن عمرؓ ہی سے مروی ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ رمضان میں جو اعتکاف ہوا کرتا تھا آنحضرت ﷺ کیسے اعتکاف بیٹھتے تھے وہ کون سی دنیا تھی جس میں ڈوبا کرتے تھے۔ رمضان میں جب تیزی آتی تھی، اَجْوَد ہو جاتے تھے وہ کیا قصہ تھا۔ یہاں ایک جھلکی ہمیں نظر آتی ہے۔ اس بناء پر کہ بعض لوگ اعتکاف میں ذرا اونچی تلاوت کرتے تھے اُن کا اونچی تلاوت کرنا ہم پر ہمیشہ کے لئے احسان ہو گیا کیونکہ اس ضمن میں رسول اللہ ﷺ کے دل کا حال، اس کی ایک جھلک دکھائی دی۔ یہ وہ باتیں تھیں جو رسول اللہ ﷺ شاید ازخود اپنے متعلق نہ بیان کرتے۔ مگر ان لوگوں نے مسجد میں جو تھوڑا سا ایک قسم کا ہلکا سا شور یعنی وہ بھی شور ایسا جو تلاوت کا شور ہے وہ بلند کیا تو رسول اللہ ﷺ کے اس تخلیہ میں مخل ہو گئے جو آپ کا اور اللہ کا تخلیہ تھا۔ اس لئے مجھے یہ حدیث بہت پیاری لگتی ہے کیونکہ ان لوگوں کی تلاوت کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ان کو نصیحت فرمائی اور اب بھی ہماری مسجدوں میں شاید اس کی ضرورت پیش آئے۔ مگر اصل بات جو ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی خلوت کا ایک منظر، ایک جھلکی ہم نے اس حدیث میں دیکھ لی۔

رسول اللہ ﷺ نے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا۔ آپ کے لئے کھجور کی خشک شاخوں کا حجرہ بنا دیا گیا۔ یہ بھی یاد رکھیں کہ رمضان کے دنوں میں مسجد کی Capacity کو آپ لوگ جب جانچتے ہیں اور مجھے لکھتے ہیں کہ اس میں اتنے آدمیوں کی Capacity ہے تو اتنوں کو اعتکاف میں بیٹھنے دیا جائے یہ Capacity کا معیار درست نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا حجرہ ایسا تھا کہ وہاں باقاعدہ ایک خیمہ سا بنایا گیا یعنی ایک جھونپڑی سی بنائی گئی اور اردگرد کافی دور تک دوسرے لوگ نہیں تھے۔ ان کی عام عبادتیں رسول اللہ ﷺ کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی تھیں۔ اور رسول اللہ ﷺ کے تخلیہ کی حالت ان پر ظاہر نہیں ہوتی تھی۔ تو وہ مسجد نبوی چونکہ بہت بڑی تھی اس لئے اصل اعتکاف کا حق بڑی مسجد میں ادا ہوتا ہے۔ ایسی مسجد میں جہاں چند عبادت کرنے والے ایک دوسرے سے الگ الگ ہوں، ایک دوسرے کے معاملات میں مخل نہ ہوں اور اصل عبادت کا تو وہی مزہ ہے جو ایسے اعتکاف میں کی جائے مگر ہمارے ہاں بھرنے پر زور ہے۔ اس لئے اس دفعہ خواتین میں خصوصیت سے جن خواتین کے متعلق کسی حکمت کی وجہ سے ہم نے سمجھا کہ ان کو یہاں نہیں بیٹھنا چاہئے، مسجد میں گنجائش ہونے کے باوجود اُن کو جگہ نہیں دی گئی۔ یہ عین سنت نبوی کے مطابق ہے کہ یہ نہیں تھا کہ اگر صحابہ چاہتے تو ساری مسجد معتکفین سے بھر سکتے تھے مگر ایسا نہیں کیا گیا اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ وہ اجازت کا کیا نظام جاری تھا مگر کچھ نہ کچھ ضرور نظام جاری ہوگا جس کے تابع بعض لوگوں کو توفیق ملتی تھی اور بعضوں کو نہیں ملتی تھی۔ کھجوروں کا ایک حجرہ سا بنایا گیا، ایک جھونپڑی بنائی گئی۔ ایک رات ایسی آئی آپؐ نے باہر جھانکتے ہوئے فرمایا نمازی اپنے رب سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے اس لئے ضروری ہے قراءت بالجہر اس طرح نہ کیا کرو کہ گویا دوسرے بھی سن سکیں۔ تو یہ فرض ہے ہر حجرہ والے کا جو اعتکاف بیٹھتا ہے کہ اس کے اندر کی آوازیں باہر نہ جائیں یہاں تک کہ تلاوت بھی باہر نہ جائے۔ حالانکہ تلاوت تو کسی عبادت کرنے والے کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہئے کیونکہ عبادت اور تلاوت درحقیقت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایسی آواز میں تلاوت کی آواز بھی باہر نہ جائے کہ دوسرے معتکفین کی راہ میں حائل ہو۔ کیوں ایسا فرمایا۔ ایک راوی بیاضی ہیں جن سے مسند احمد بن حنبل میں یہ روایت مروی ہے اور بیاضی، بیاضہ بن عامر کی طرف نسبت تھی، ان کا اصل نام عبداللہ بن جابر تھا رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ ان کی روایت ہے کہ اپنے حجرہ سے باہر دوسروں کی طرف نکل کے آئے یعنی چل کر باہر گئے ہیں۔ صاف پتہ چلتا ہے کہ فاصلہ ہے بیچ میں۔ جو نماز ادا کر رہے تھے ان کی قراءت کی آوازیں بلند تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ نمازی تو اپنے رب ذوالجلال سے راز و نیاز میں مگن ہوتا ہے۔

اب یہ راز و نیاز کی راتیں تھیں جو رسول اللہ ﷺ گزارا کرتے تھے اور اس راز و نیاز کا لطف کیا تھا یہ بھی اگلی حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے۔ وہ حدیثیں غلطی سے یہاں ساتھ نہیں رہیں لیکن زبانی میرے ذہن میں جو مضمون ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ جو اپنے رب سے راز و نیاز کیا کرتے تھے تو دنیا کے سارے دوسرے پردے اٹھ جایا کرتے تھے اور آپؐ ایسے غرق ہوتے تھے ذکر الٰہی میں اور اس سے ایسی لذت پاتے تھے کہ اس لذت کا بیان ممکن نہیں ہے۔ وہ حدیثیں اس وقت یہاں نہیں ہیں جو میرے ذہن میں ہیں جن کی وجہ سے میں بتا رہا تھا کہ یہ جو فرمایا کہ ایک شخص راز و نیاز میں مصروف ہے اس کے راز و نیاز میں حائل نہ ہو وہ راز و نیاز ایسا تھا کہ اس کے لطف کا کوئی بیان ممکن نہیں ہے۔

آنحضرت ﷺ کو اللہ کے ذکر میں اتنا زیادہ مزہ آتا تھا کہ اس مزے کی کیفیت دوسرے الفاظ میں بیان ہو نہیں سکتی۔ عام انسان جب ذکر الٰہی میں لذت پاتا ہے تو بعض دفعہ خود اپنی کیفیت کو دوسرے کے سامنے بیان نہیں کر سکتا۔ آنحضرت ﷺ کو اللہ سے عشق اور محبت میں جو خلا میسر آیا کرتا تھا وہ کیفیت جیسا کہ میں نے پہلے عرض کر دیا تھا ناممکن ہے کہ میں بیان کر سکوں، کوئی انسان اسے بیان نہیں کر سکتا۔ ان کیفیات پر رسول اللہ ﷺ کی بعض اور حدیثیں روشنی ڈالتی ہیں مگر اتنا بہرحال یقینی ہے کہ رمضان کی راتوں کے اواخر اور آخری عشرہ میں معتکفین کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے دوسرے ساتھیوں کا خیال رکھیں کیونکہ وہ جس بات میں مخل ہونگے وہ اللہ اور بندے کے راز و نیاز کی باتیں ہیں اور ایسی راز و نیاز کی باتیں ہیں جن کو وہ خود نہیں کھولنا چاہتا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳/جنوری ۱۹۹۸ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۳/مارچ ۱۹۹۸ء)

❁❁❁❁❁

خطبہ جمعہ

رمضان میں عبادتوں کے معیار بلند کرنے اور قرآن کریم پڑھنے کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک طریق صدقہ وخیرات کرنا بھی تھا۔

اس رمضان میں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں کیا ان پر ہم قائم ہیں۔

اللہ کرے کہ ہم اس رمضان سے **پاک** اور **معصوم** ہوکر نکلیں اور پھر یہ **پاک تبدیلیاں** ہماری زندگیوں کا **ہمیشہ** کے لئے **حصہ** بن جائیں۔

منڈی بہاؤ الدین کے قریب مونگ رسول کے مقام پر احمدیہ مسجد میں نمازیوں پر شر پسندوں کی طرف سے فائرنگ کا المناک واقعہ ۔ آٹھ افراد شہید اور متعدد زخمی۔

احمدیوں کو اس لئے ظلم و بربریت کا نشانہ بنایا جارہا ہے کہ ہم نے اللہ کی طرف بلانے والے منادی کو قبول کیا۔ ان حرکات سے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو آواز دے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان مجرموں کو پکڑنے کے خود سامان فرمائے۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز-فرمودہ 7/اکتوبر 2005 ء(07/اخاء 1384 ہجری شمسی) بمقام مسجد بیت الفتوح، لندن۔ برطانیہ

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

﴿يَآَيُّهَاالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾

(البقرۃ:184)

اے وہ لوگو! جو ایمان لائے ہو تم پر روزے اسی طرح فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو روزوں کی فرضیت کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور فرمایا یہ اس لئے ضروری ہے تا کہ تم تقویٰ اختیار کرو، تا کہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو، تا کہ تمہارے اندر خدا کا خوف پیدا ہو، تا کہ تمہارے اندر یہ احساس پیدا ہو کہ خدا کی ناراضگی مول لے کر کہیں ہم اپنی دنیا و آخرت برباد کرنے والے نہ بن جائیں۔ تا کہ یہ احساس پیدا ہو اور اس کے لئے کوشش کرو کہ ہم نے خدا کا پیار حاصل کرنا ہے۔ تو یہ مقصد ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں روزے رکھنے چاہئیں اور یہ وہ مقصد ہیں جن کے حاصل کرنے کے لئے ہمیں رمضان کا انتظار ہونا چاہئے۔ تبھی ہم گزشتہ سال میں جو رمضان گزرا ہے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، اس میں جو ہم نے نیکیاں کی تھیں، جو تقویٰ اختیار تھا، جو منزلیں ہم نے حاصل کی تھیں، ان کا فیض پا سکتے ہیں۔

اس رمضان میں یہ جائزہ لینا چاہئے کہ گزشتہ رمضان میں جو منزلیں حاصل ہوئی تھیں کیا ان پر ہم قائم ہیں۔ کہیں اس سے بھٹک تو نہیں گئے۔ اگر بھٹک گئے تو رمضان نے ہمیں کیا فائدہ دیا۔ اور یہ رمضان بھی اور آئندہ آنے والے رمضان بھی ہمیں کیا فائدہ دے سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے کہ اگر یہ فرض روزے رکھو گے تو تقویٰ پر چلنے والے ہو گے نیکیاں اختیار کرنے والے ہو گے، اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والے ہو گے۔ لیکن یہ کیا ہے کہ ہمارے اندر تو ایسی کوئی تبدیلی نہیں آئی جس سے ہم کہہ سکیں کہ ہمارے اندر تقویٰ پیدا ہو گیا ہے۔ یہ بات تو سو فیصد درست ہے کہ خدا تعالیٰ کی بات کبھی غلط نہیں ہو سکتی۔ بندہ جھوٹا ہو سکتا ہے اور ہے۔ پس یہ بات یقینی ہے کہ ہمارے اندر ہی کمزوریاں اور کمیاں ہیں یا تو پہلے رمضان جتنے بھی گزرے ان سے ہم نے فائدہ نہیں اٹھایا، یا وقتی فائدہ اٹھایا اور پھر وقت کے ساتھ ساتھ اسی جگہ پر پہنچ گئے جہاں سے چلے تھے۔ حالانکہ چاہئے تو یہ تھا کہ تقویٰ کا جو معیار گزشتہ رمضان میں حاصل کیا تھا، یہ رمضان جو اَب آیا ہے، یہ ہمیں نیکیوں میں بڑھنے اور تقویٰ حاصل کرنے کے اگلے درجے دکھاتا۔

پس جنہوں نے گزشتہ سال کے رمضان میں اپنے اندر جو تبدیلیاں پیدا کیں، جو تقویٰ حاصل کیا، جو تقویٰ کے معیار اپنی زندگیوں کے حصے بنا لئے وہ تو خوش قسمت لوگ ہیں اور اب ان کے قدم آگے بڑھنے چاہئیں۔ اور جو بھُلا بیٹھے یا جنہوں نے کچھ حاصل ہی نہیں کیا ان کو سوچنا چاہئے کہ روزے ہمیں کیا فائدہ دے رہے ہیں۔ اگر کسی چیز کا فائدہ ہی نہیں ہے تو اس کو کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ لیکن جیسا کہ مَیں نے کہا روزوں کا فائدہ ہے اور یقیناً ہے، اللہ تعالیٰ کا کلام کبھی غلط نہیں ہو سکتا۔ پس ہم سے جو غلطیاں ہوئیں اس کی خدا سے معافی مانگنی ہو گی اور یہ عہد کرنا ہو گا کہ اے میرے خدا میری گزشتہ کوتاہیوں کو معاف فرما اور اس رمضان میں مجھے وہ تمام نیکیاں کرنے کی توفیق عطا فرما جو تیرا قرب دلانے والی ہوں اور مجھے اس رمضان کی برکات سے فیضیاب کرتے ہوئے ہمیشہ تقویٰ پر چلنے اور تقویٰ پر قائم رہنے کی توفیق عطا فرما۔ جب ہم اس طرح دعا کریں گے اور اس طرح اپنے جائزے لے رہے ہوں گے تو ان نیکیوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہو گی جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ بہت سی برائیاں بھی چھوڑنی ہوں گی جن کے ترک کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے بندوں کے حقوق بھی ادا کرنے ہوں گے۔ ورنہ تو ہمارے یہ روزے، روزے نہیں کہلا سکتے۔ یہ صرف فاقے ہوں گے۔ ایک بھوک ہو گی کہ صبح سے شام تک نہ کھایا، نہ پیا۔

پس اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ ﴿لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ﴾ تبھی پورا ہو گا جب ہم ان حکموں پر بھی عمل کریں گے اور نیکیوں میں بھی آگے بڑھنے کی کوشش کریں گے جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اور رمضان میں تو اللہ تعالیٰ ان نیکیوں کے کرنے کی وجہ سے عام حالات کی نسبت ان کا کئی گنا بڑھا کر اجر دیتا ہے بلکہ بے حساب دیتا ہے۔ پس یہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے کہ روزے میرے لئے ہیں اور مَیں ہی ان کی جزا ہوں۔ یہ اس لئے ہے کہ بندہ خالص ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے اپنے آپ کو تمام جائز چیزوں سے روکتا ہے۔ جو نہ کرنے والی ہیں ان سے تو رُکنا ہی ہے، جائز چیزوں سے بھی رُکتا ہے۔ نیکیوں کو اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ برائیوں سے بیزاری کا اظہار کرتا ہے۔ اپنی عبادتوں کے معیار بڑھاتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے قریب ہونے کے لئے، اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر چلتے ہوئے، پہلے بندہ کو ہی کوشش کرنی ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہلی ذمہ داری بندہ کی ہی لگائی ہے کہ بندہ میری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو پھر مَیں اس کی طرف دو ہاتھ آؤں گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف چل کر جائے گا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں دوڑ کر اس کی طرف آؤں گا۔ پس ایک مومن کو ہر وقت یہ فکر رہنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اپنے پیار کرنے والے خدا کی طرف جاؤں تو ایسے بندے کے لئے اللہ تعالیٰ رمضان میں عام دنوں سے زیادہ دوڑ کر آتا ہے اور اسے اپنی پناہ میں لے لیتا ہے۔ اور جیسا کہ مَیں نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

رمضان میں ان برکتوں اور ثواب اور اجر کا کوئی حساب ہی نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ عام حالات کی نسبت دیتا ہے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو مسعود غفاریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رمضان شروع ہونے کے بعد ایک روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اگر لوگوں کو رمضان کی فضلیت کا علم ہوتا تو میری اُمّت اس بات کی خواہش کرتی کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔ اس پر بنو خزاعہ کے ایک آدمی نے کہا کہ اے اللہ کے نبی! ہمیں رمضان کے فضائل سے آگاہ کریں۔ چنانچہ آپؐ نے فرمایا یقیناً جنت کو رمضان کے لئے سال کے آغاز سے آخر تک مزیّن کیا جاتا ہے۔ پس جب رمضان کا پہلا دن ہوتا ہے تو عرش الٰہی کے نیچے ہوائیں چلتی ہیں۔

(الترغیب والترھیب ۔کتاب الصوم ۔ الترغیب فی صیام رمضان)

پس یہ ہوائیں بھی اللہ تعالیٰ کے پاک بندوں کو جنھوں نے یہ عہد کیا ہو کہ اپنے اندر رمضان میں پاک تبدیلیاں پیدا کرنی ہیں اور تقویٰ اختیار کرنا ہے اونچا اڑا کر لے جانے والی ثابت ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قرب دلانے والی بنتی ہیں۔ یہ جو فرمایا کہ سارا سال جنت کی تزئین و آرائش ہو رہی ہے اس کا فیض یونہی نہیں مل جاتا۔ یقیناً روزوں کے ساتھ عمل بھی چاہئیں۔ پس جب اللہ تعالیٰ اتنا اہتمام فرما رہا ہو کہ سارا سال جنت کی تیاری ہو رہی ہے کہ رمضان آ رہا ہے میرے بندے اس میں روزے رکھیں گے، تقویٰ پر چلیں گے، نیک اعمال کریں گے اور میں ان کو بخشوں گا اور میں قرب دوں گا۔ تو ہمیں بھی تو اپنے دلوں کو بدلنا چاہئے۔ ہمیں بھی تو اس لحاظ سے تیاری کرنی چاہئے اور جو اللہ تعالیٰ نے موقع میسر کیا ہے اس سے فیض اٹھانا چاہئے۔

رمضان کے کچھ اور فضائل بھی مختلف احادیث میں ہیں ان میں سے مَیں چند ایک بیان کرتا ہوں جن سے پتہ چلتا ہے کہ خدا تعالیٰ کس کس طرح اپنے بندوں کو رمضان میں نوازتا ہے یا نوازنا چاہتا ہے۔ پس بندہ کا بھی یہ کام ہے کہ اس کی طرف بڑھے اور تقویٰ پیدا کرے۔ اگر ان شرائط کے ساتھ روزے رکھے جائیں جن کے کرنے کا ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے تو یہی روزے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنا رہے ہوں گے۔

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے شعبان کے آخری روز خطاب فرمایا اور فرمایا: اے لوگو! تم پر ایک عظیم اور مبارک مہینہ سایہ فگن ہوا ہے۔ ایسا بابرکت مہینہ جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے جس کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض کئے ہیں۔ اور جس کی راتوں کا قیام اللہ تعالیٰ نے نفل قرار دیا ہے۔ جو شخص کسی بھی اچھی خصلت کو اس میں اپناتا ہے، وہ اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جو اس کے علاوہ جملہ فرائض کو ادا کر چکا ہو۔ اور جس شخص نے ایک فریضہ اس مقدس مہینے میں ادا کیا، وہ اس شخص کی طرح ہوگا جس نے ستّر فرائض رمضان کے علاوہ ادا کئے۔ اور رمضان کا مہینہ صبر کرنے کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے۔ اور یہ مواسات و اخوت کا مہینہ ہے اور یہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں مومن کے رزق میں برکت دی جاتی ہے۔

(الترغیب والترھیب کتاب الصوم ۔الترغیب فی صیام رمضان)

تو دیکھیں کیا کیا برکتیں ہیں اگر ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو پورا کرتے ہوئے روزہ رکھ رہے ہیں اور تقویٰ حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ سب کچھ کر رہے ہیں، نیکیوں پر قدم مارنے کی کوشش کر رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے رسول نے ہمیں یہ خوشخبری دی ہے کہ اس نیت سے کئے گئے عمل پھر اللہ تعالیٰ ضائع نہیں کرتا۔ بلکہ اتنا دیتا ہے کہ تم سوچ بھی نہیں سکتے۔ صرف ایک اچھی عادت اور نیکی کا کام کرنے کا اجر اتنا ہے کہ گویا تمام فرائض جو ہمارے ذمہ ہیں وہ ہم نے ادا کر دیئے۔ اور رمضان میں تقویٰ پر چلتے ہوئے ادا کئے گئے ایک فرض کا ثواب اتنا ہے کہ عام حالات میں ادا کئے گئے 70 فرائض جتنا ثواب ہوتا ہے۔ اتنا بڑھا کر اللہ میاں رمضان میں دیتا ہے۔ تو ان دنوں کی ایک ایک نیکی عام حالات کی 70-70 نیکیوں کے برابر ثواب دلا رہی ہے۔ لیکن ہمیں یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ثواب تبھی ہوگا جب ہم اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لئے سب کچھ کر رہے ہوں گے۔

پھر فرمایا: یہ صبر کا مہینہ ہے۔ بہت سی باتوں سے مومن صبر کر رہا ہوتا ہے۔ صرف کھانے پینے سے ہی نہیں ہاتھ روک رہا بلکہ اور بھی بہت سے کام ہیں جن سے رکتا ہے۔ بہت سی ایسی برائیاں ہیں جن سے رکتا ہے۔ دشمنوں کی زیادتیوں پر صبر کرتا ہے۔ بعض دفعہ اپنے حقوق چھوڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی خاطر صبر کرتا ہے۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿وَالَّذِیْنَ صَبَرُوْا ابْتِغَآءَ وَجْہِ رَبِّھِمْ﴾ (الرعد:23) اور ایسے لوگ جنہوں نے اپنے رب کی رضا حاصل کرنے کے لئے صبر کیا۔ پس یہ صبر جو اللہ کی خاطر کیا جائے وہ نیکیوں کے ساتھ مشروط ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اگر تمہیں کوئی گالی دے تو صبر کرو اور جواب نہ دو اور اتنا کہہ دو کہ میں روزے سے ہوں تو تمہارے لئے یہ اجر کا موجب ہوگا۔ تمہیں اس کا ثواب ملے گا۔ اور جب ایک مومن کو رمضان میں ایسے صبر کی عادتیں پڑ جاتی ہیں تو پھر زندگی کا حصہ بن جانی چاہئیں تاکہ جنت کا وارث بنانے والی ہوں۔ یہ فرمایا کہ اگر اللہ سے رحم، درگزر اور بخشش مانگتے ہو تو خود بھی دوسروں کے غمخوار بنو، ان کی تکلیفوں کا خیال رکھو، ان کا بھی کچھ احساس اپنے دل میں پیدا کرو۔ اللہ کی خاطر ہمدردی کر رہے ہو تو اس کا رنگ ہی کچھ اور ہونا چاہئے۔ جب اللہ کی خاطر دوسروں سے نیک سلوک ہوگا تو یہ نیک سلوک اپنے مفادات متاثر ہونے سے کم نہیں ہوگا بلکہ اپنی فطرت کا حصہ بن چکا ہوگا۔ اور جب ایک دوسرے سے ہمدردی اور درگزر سے کام لے رہے ہوں گے تو یہ اس دنیا میں بھی جنت کا باعث بن رہا ہوگا اور اگلے جہان میں بھی ہمیں جنت کی خوشخبری دے رہا ہوگا۔

پھر یہ بھائی چارے اور محبت و پیار کا مہینہ ہے۔ ہر بھائی دوسرے بھائی کے قصور اللہ کی خاطر معاف کر رہا ہوگا۔ ہر رشتہ دوسرے رشتے کے قصور معاف کر رہا ہوگا۔ ہر تعلق دوسرے تعلق کے قصور معاف کر رہا ہوگا اور بھائی چارے کی فضا اللہ تعالیٰ کی خاطر پیدا کر رہا ہوگا۔ تو اس مہینہ کی برکت کی وجہ سے اور اللہ تعالیٰ کا اپنے بندے کے ایک فعل کے عام حالات کی نسبت 70 گنا ثواب دینے کی وجہ سے ہم پھلانگتے اور دوڑتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا قرب پانے کی منزل کی طرف جا رہے ہوں گے اور جنت میں داخل ہو رہے ہوں گے۔

پھر فرمایا کہ مومن کے رزق میں برکت ہوتی ہے۔ ظاہر ہے مومن کا رزق بھی حلال رزق ہوتا ہے اور ہونا چاہئے۔ تھوڑی سی محنت اور تھوڑے سے رزق میں اللہ تعالیٰ برکت ڈال دیتا ہے۔ بعض دفعہ ایسے ذرائع اُسے مہیا کرتا ہے کہ انسان سوچ بھی نہیں سکتا۔ اس لئے کہ مومن اللہ کی خاطر بہت سے کام کر رہا ہوتا ہے۔ اللہ کی عبادت میں زیادہ وقت گزار رہا ہوتا ہے۔ قرآن کریم کی تلاوت میں رمضان میں زیادہ وقت گزر رہا ہوتا ہے۔ دوسری عبادتوں میں زیادہ وقت گزر رہا ہوتا ہے۔ تو دنیا کے دھندوں کو کم کر کے ان نیکیوں کے لئے ایک مومن وقت نکال رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ بھی بے انتہا نوازتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق دنیاوی ضروریات بھی اس کی پوری کرتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے حکموں پر خالص ہو کر عمل کرنے سے ہوگا۔ اور یہ اسی وقت ہوگا جب اللہ تعالیٰ کی رحمت ملے گی اور بخشش کئی گنا بڑھ جائے گی۔ جب ہم تقویٰ میں بڑھنے کی کوشش کر رہے ہوں گے اور ان نیکیوں کو بجا لا رہے ہوں گے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روایت میں روزوں کی فضیلت کے بارہ میں اور اس کی برکات حاصل کرنے کے طریق کے بارے میں یوں بیان فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ابن آدم کا ہر عمل اس کی ذات کے لئے ہوتا ہے سوائے روزوں کے۔ روزہ میری خاطر رکھا جاتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ اور روزے ڈھال ہیں اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو وہ شہوانی باتیں اور گالی گلوچ نہ کرے اور اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے جھگڑا کرے تو اسے جواب میں صرف یہ کہنا چاہئے کہ میں تو روزہ دار ہوں۔

آگے فرمایا: (اس میں سے کچھ میں پہلے بیان کر چکا ہوں) اس ذات کی قسم! کہ جس کے قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے کہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کستوری سے زیادہ طیب ہے۔ روزے دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جو اسے خوش کرتی ہیں۔ ایک جب وہ روزہ افطار کرتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور دوسرے جب وہ اپنے رب سے ملے گا تو اپنے روزہ کی وجہ سے خوش ہوگا۔

(بخاری کتاب الصوم باب ھل یقول إنی صائم اذا شتم)

تو اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ روزے کی میں جزا دوں گا تو ویسے بھی ہر عمل کی جزا تو اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔ لیکن دوسرے سارے عمل ایسے ہیں جن میں یہ نیکیاں ہیں، جائز باتیں ہیں جن کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے یا برائیاں ہیں جن سے رکنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ لیکن رمضان میں روزہ رکھ کر ایک مومن ناجائز باتوں سے تو رک ہی رہا ہوتا ہے، بعض جائز باتیں بھی خدا کی خاطر چھوڑ رہا ہوتا ہے۔ اور پھر عام حالات کی نسبت پہلے سے بڑھ کر نیکیاں کر رہا ہوتا ہے۔ نیکیاں کرنے کی توفیق پا رہا ہوتا ہے۔ پھر اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بُرائی کا جواب بھی اللہ کی خاطر نیکی سے دے رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر بھی بے حساب رکھا ہے یہ سوچ کر کہ تم میری خاطر کچھ عمل کر رہے ہو یا کرو گے تو میں اس کا اجر بے حساب دوں گا۔ ہر بات کا، ہر کام کا، ایک فرض کے ادا کرنے کا 70 گنا ثواب ملتا ہے۔ تو مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ مومن کے اس فعل سے کہ اس نے اللہ کی خاطر روزہ رکھا اور تمام نیکیاں بجا لانے اور برائیوں سے بچنے کی طرف توجہ کی بلکہ بعض جائز باتیں بھی جیسا کہ میں نے کہا جو عام

M. S. DOUBLE GLAZING LTD

Supplier & Installers

UPVC Windows, Doors, Porches, Patio Doors, Conservatries

For Friendly Quote Please Contact **Muhammad Sajid Qamar**

Tel: 020 8239 8312 Mobile: 07734470783 Fax: 020 8664 1190

Free Estimate, Grade 'A' Quality Material, Competitive Price, 10Years Guarantee

احمدی بہن بھائیوں کے لئے خوشخبری! ڈبل گلیزنگ کا نہایت معیاری کام۔ اے گریڈ کوالٹی کا میٹریل مناسب دام

حالات میں انسان کر سکتا ہے ان سے بھی اس لئے رکا کہ اللہ کا حکم ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ اس کی جزا بن گیا۔
پس یہ عبادت بھی خالص ہو کر اس کے لئے کرنا اور اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنا ہی اس کی رحمتوں کا وارث بنائے گا اور بے حساب رحمتوں کا وارث بنائے گا اور خالص ہو کر ہم اس کی خاطر یہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کو ایسے مومن کی ہر حالت اور ہر حرکت پر پیار آتا ہے جو اس کی خاطر یہ فعل کر رہا ہوتا ہے۔ یہاں تک فرمایا کہ روزہ کی وجہ سے بعض دفعہ جو منہ سے بو آتی ہے اللہ تعالیٰ کو وہ بھی خوشبو سے زیادہ پسند ہے۔

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ روزہ ڈھال ہے اور آگ سے بچانے والا مضبوط قلعہ ہے۔ پس یہ ڈھال تو اللہ تعالیٰ نے مہیا فرما دی لیکن اس کو استعمال کرنے کا طریقہ بھی آنا چاہئے۔ اس کے بھی کچھ لوازمات ہیں جنہیں پورا کرنا چاہئے۔ تبھی اس ڈھال کی حفاظت میں تقویٰ اختیار کرنے کی توفیق ملے گی۔ یہ ڈھال اس وقت تک کار آمد رہے گی جب روزہ کے دوران ہم سب برائیوں سے بچنے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ جھوٹ نہیں بولیں گے، غیبت نہیں کریں گے، اور ایک دوسرے کی حق تلفی نہیں کریں گے، اپنے جسم کے ہر عضو کو اس طرح سنبھال کر رکھیں گے کہ جس سے کبھی کوئی زیادتی نہ ہو۔ ہر ایک، ایک دوسرے کے عیب دیکھنے کی بجائے اپنے عیب تلاش کر رہا ہوگا۔ ایک دوسرے کی برائیاں تلاش کرنے کی بجائے اپنی برائیوں، کمیوں، کمزوریوں اور خامیوں کو ڈھونڈ رہا ہوگا۔ میں حیران ہوتا ہوں بعض دفعہ یہ سن کر، بعض لوگ بتاتے بھی ہیں اور لکھ کر بھی بھیجتے ہیں کہ آپ کے فلاں خطبے پر مجھے فلاں شخص نے کہا یہ تمہارے بارے میں خطبہ آیا ہے اس لئے اپنی اصلاح کر لو۔ حالانکہ چاہئے تو یہ کہ ہر ایک اپنا اپنا جائزہ لے اور دوسرے کی آنکھ کے تنکے تلاش نہ کرے۔ تو جب روزوں میں اس طرح اپنے جائزے لے رہے ہوں گے، کان، آنکھ، زبان، ہاتھ سے دوسرے کو نہ صرف محفوظ رکھ رہے ہوں گے بلکہ اس کی مدد کر رہے ہوں گے تو پھر روزے تقوے میں بڑھانے والے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بے انتہا اجر پانے والے ہوں گے۔ پس اس لحاظ سے بھی ہمیں اپنا جائزہ لینا چاہئے۔ اپنا محاسبہ کرتے رہنا چاہئے۔

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔

(الجامع الصحیح مسند الامام الربیع بن حبیب۔ کتاب الصوم باب فی فضل رمضان)

تو اس بات کو اس حدیث میں مزید کھول دیا کہ صرف روزے رکھنا کافی نہیں ہے۔ بلکہ روزے ان تمام لوازمات کے ساتھ رکھنے ضروری ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ اپنے روزوں کے معیار کو دیکھنا اور تقویٰ کی طرف قدم بڑھنے کا تبھی پتہ چلے گا جب اپنا محاسبہ کر رہے ہوں گے۔ دوسرے کے عیب نہیں تلاش کر رہے ہوں گے بلکہ اپنے عیب اور کمزوریاں تلاش کر رہے ہوں گے۔ یہ دیکھ رہے ہوں گے کہ آج ہم نے کتنی نیکیاں کی ہیں یا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور کتنی برائیاں ترک کی ہیں، کتنی برائیاں چھوڑی ہیں۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے: ’’ہمیں اس طرح جائزہ لینا چاہئے کہ ہماری صُبحیں اور ہماری راتیں ہماری نیکیوں کی گواہ ہونی چاہئیں‘‘۔ آپؑ فرماتے ہیں کہ: ’’چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا‘‘۔ پس جب ہم اس طرح اپنی صبحوں اور شاموں سے گواہی مانگ رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کی رضا بھی حاصل کر رہے ہوں گے۔ ہمارے گزشتہ گناہ بھی معاف ہو رہے ہوں گے۔ اور آئندہ تقویٰ پر قائم رہنے اور مزید نیکیاں کرنے کی توفیق بھی مل رہی ہوگی۔ ورنہ ہمارے روزے بھوک اور پیاس برداشت کرنے کے علاوہ کچھ نہیں۔

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپؐ فرما رہے تھے رمضان آ گیا ہے۔ اس میں جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے مقفل کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو اس میں زنجیروں سے جکڑ دیا جاتا ہے۔ ہلاکت ہو اس شخص کے لئے جس نے رمضان کو پایا اور اس سے بخشا نہ گیا۔ اور اگر وہ رمضان میں نہیں بخشا گیا تو پھر کب بخشا جائے گا۔ (الترغیب والترہیب کتاب الصوم۔ الترغیب فی صیام رمضان)

پس اس حدیث سے مزید بات کھلتی ہے کہ بخشے جانے کے لئے صرف رمضان کا آنا ضروری نہیں ہے اور رمضان کی مبارکبادیں دینا کافی نہیں ہے جب تک اس میں روزے اس کوشش کے ساتھ نہ رکھے جائیں گے کہ تقویٰ کی راہوں کو اختیار کرنا ہے ان تبدیلیوں کو مستقل اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے۔ صرف ایک سال یا ایک مہینہ کے عمل سے تو نہیں بخشے جائیں گے۔ یہ مسلسل عمل ہے۔ باوجود اس کے کہ ذکر ہے کہ جہنم کے دروازے مقفل کر دیئے جاتے ہیں۔ لیکن پھر بھی آگے یہ بتایا کہ اس کے باوجود ضروری نہیں کہ سارے بخشے جائیں۔ اس کے لئے عمل کرنے ہوں گے۔ پس اس طریق سے ہمیں اپنے روزوں کو سنوارنا چاہئے تا کہ یہ نیکیاں اور اللہ تعالیٰ کی بخشش ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائیں۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ نضر بن شیبان کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے کہا آپ مجھے کوئی ایسی بات بتائیے جو آپ نے اپنے والد سے سنی ہو اور انہوں نے ماہ رمضان کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنی ہو۔ ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے کہا: ہاں! مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے تم پر رمضان کے روزے رکھنا فرض کئے اور میں نے تمہارے لئے اس کا قیام جاری کر دیا ہے۔ پس جو کوئی ایمان کی حالت میں ثواب کی نیت سے اس میں روزے رکھے وہ گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اس کی ماں نے اس کو جنم دیا ہو۔ یعنی بالکل معصوم ہو جاتا ہے۔

(سنن نسائی کتاب الصیام باب ذکر اختلاف یحیی بن ابی کثیر والنضر بن شیبان فیہ)

اللہ کرے کہ ہم اس رمضان میں اسی طرح پاک ہو کر اور معصوم ہو کر نکلیں اور پھر یہ پاک تبدیلیاں بھی ہماری زندگیوں کا ہمیشہ حصہ بن جائیں۔ رمضان میں عبادتوں کے معیار بلند تر کرنے اور قرآن کریم پڑھنے کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک طریق صدقہ و خیرات کرنا بھی تھا۔

ایک روایت میں آتا ہے کہ ان دنوں میں آپؐ اموال اس طرح خرچ کرتے تھے کہ اس خرچ کرنے میں تیز ہوا سے بھی بڑھ جاتے تھے۔ پس رمضان کی برکات سے فیضیاب ہونے کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی ایک ذریعہ ہے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے اس طرف بھی توجہ دینی چاہئے۔ اموال کی قربانی بھی تزکیہ نفس کے لئے ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے کہ رمضان کی برکتوں کو سمیٹنے والے ہوں اور ہمارے روزے حقیقت میں اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کے لئے ہوں اور پھر یہ برکتیں ہمیشہ ہماری زندگیوں کا حصہ بن جائیں۔ جو کمزوریاں ہیں اس رمضان میں دور کریں۔ دوبارہ کبھی پیدا نہ ہوں۔ اور ہمیشہ اللہ کی بخشش اور رحمت اور پیار کی چادر میں لپٹے رہیں۔

روزہ کی حقیقت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’روزہ کی حقیقت سے بھی لوگ ناواقف ہیں۔ اصل یہ ہے کہ جس ملک میں انسان جاتا نہیں اور جس عالم سے واقف نہیں اس کے حالات کیا بیان کرے‘‘۔ فرمایا: ’’روزہ اتنا ہی نہیں کہ اس میں انسان بھوکا پیاسا رہتا ہے بلکہ اس کی ایک حقیقت اور اس کا اثر ہے جو تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ انسانی فطرت میں ہے کہ جس قدر کم کھاتا ہے اسی قدر تزکیہ نفس ہوتا ہے اور کشفی قوتیں بڑھتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا منشاء اس سے یہ ہے کہ ایک غذا کو کم کرو اور دوسری کو بڑھاؤ۔ ہمیشہ روزہ دار کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اس سے اتنا ہی مطلب نہیں ہے کہ بھوکا رہے بلکہ اسے چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے ذکر میں مصروف رہے تا کہ تبتّل اور انقطاع حاصل ہو۔ پس روزہ سے یہی مطلب ہے کہ انسان ایک روٹی کو چھوڑ کر جو صرف جسم کی پرورش کرتی ہے دوسری روٹی کو حاصل کرے جو روح کی تسلی اور سیری کا باعث ہے۔ اور جو لوگ محض خدا کے لئے روزے رکھتے ہیں اور نرے رسم کے طور پر نہیں رکھتے انہیں چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی حمد اور تسبیح اور تہلیل میں لگے رہیں جس سے دوسری غذا انہیں مل جاوے‘‘۔ (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102 جدید ایڈیشن)

اللہ کرے کہ حقیقت میں اس رمضان میں ہمارا تزکیہ نفس ہو اور روحانی حالت میں بہتری پیدا ہو اور آئندہ ہمارا ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے مطابق ہو۔

ایک افسوسناک خبر بھی ہے۔ ٹی وی پر بھی آ چکی ہے۔ کافی لوگوں نے سن بھی لی ہوگی۔ آج صبح منڈی بہاؤالدین پاکستان کے نزدیک ایک جگہ مونگ رسول ہے جہاں صبح فجر کی نماز کے وقت جب احمدی نماز ادا کر رہے تھے دو دہشت گرد، دہشت گرد تو نہیں کہنا چاہئے، مخالفین احمدیت ہی ہوں گے، دہشت گردی تو آپس میں جب ان کی لڑائیاں ہوتی ہیں ان کے لئے دہشت گردی ہے ہم نے تو جواب نہیں دینا۔ ہمارے ہاں تو جو حملے کئے جاتے ہیں وہ اس لئے کہ ہم احمدی ہیں۔ بہرحال وہ مسجد میں آئے اور نمازیوں پر فائرنگ کر کے فرار ہو گئے۔ جس سے 8/احمدی شہید ہو گئے اور تقریباً 20 زخمی ہیں۔ شہید ہونے والوں میں دو بڑی عمر کے بزرگ تھے۔ ایک کی 70 سال اور دوسرے کی 73 سال عمر تھی۔ کچھ اور تفصیلات ابھی آنی ہیں۔ باقی تقریباً سارے نوجوان ہی تھے۔ ایک چھوٹا لڑکا بھی تھا جس کی عمر 16 سال ہے۔ ایک 12 سال کا بچہ بھی شدید زخمی ہے۔

اللہ تعالیٰ ان شہداء کو جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے اور زخمیوں کو شفا عطا فرمائے۔ ان کے رشتہ داروں، عزیزوں اور سب احمدیوں کو صبر اور حوصلے کے ساتھ، یہ بہت بڑا صدمہ ہے، اس کو برداشت

Fozman Foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 8553-3611

کرنے کی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ ان مجرموں کو پکڑنے کے بھی خود سامان پیدا فرمائے۔ رمضان میں جہاں احمدی نیکیوں کے حصول اور خدا تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہوتا ہے۔ یہ مُلّاؤں کے تربیت یافتہ نام نہاد مسلمان ٹولہ، سارے مسلمان تو ایسے نہیں ہیں ان میں سے ایک مخصوص ٹولہ ہے، یہ لوگ اپنی طرف سے یہ کوشش کر رہے ہوتے ہیں کہ احمدیوں کو قتل کرکے شاید ہم اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے بن رہے ہیں۔ حالانکہ ان حرکات سے وہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ کو آواز دے رہے ہیں۔ اسلام اور مسلمانوں کو بدنام کر رہے ہیں۔ احمدیوں کو اس لئے ظلم اور بربریت کا نشانہ بنایا جا رہا ہے کہ ہم نے ایک منادی کی آواز پر یہ کہا، زمانے کے امام کی آواز پر یہ کہا جس نے ہمیں بلایا کہ اللہ کی طرف آؤ اور ہم نے اٰمَنَّا کہہ دیا۔ تو بہرحال اور تفصیلات آئیں گی تو انشاء اللہ کبھی ذکر کروں گا۔ فی الحال صبح ہی یہ واقعہ ہوا ہے زیادہ تفصیلات تو نہیں ہیں۔ لیکن ان دنوں میں جماعت کے لئے ہر شر سے بچنے کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔ پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا میں تینوں جگہوں پر خاص طور پر احمدی ظلم کا نشانہ بنائے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہر احمدی کو ہر قسم کے شر سے محفوظ رکھے اور دشمنوں کو کیفر کردار تک پہنچائے۔

❁❁❁❁❁❁❁❁

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

مہدیٔ امت کا دل سوز غم اور اشکبار آنکھیں

بیسویں صدی کے آغاز میں جبکہ برٹش انڈیا میں طاعون کی وجہ سے موتا موتی لگی ہوئی تھی اور اس کی ہلاکت آفرینیوں سے ایک ایک دن میں بے شمار لوگ لقمۂ اجل ہو رہے تھے۔ حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ نے خلوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو گریہ وزاری کرتے ہوئے دیکھا اور محوِ حیرت ہو گئے۔ چنانچہ آپؓ تحریر فرماتے ہیں:

''اس دعا میں آپ کی آواز میں اس قدر درد اور سوزش تھی کہ سننے والے کا پتّہ پانی ہوتا تھا اور آپ اس طرح آستانۂ الٰہی پر گریہ وزاری کر رہے تھے کہ جیسے کوئی عورت دردِزہ سے بے قرار ہو۔ مَیں نے غور سے سنا تو آپ مخلوق خدا کے واسطے...... عذاب سے نجات کے لئے دعا فرما رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ:

الٰہی اگر یہ لوگ عذاب سے ہلاک ہو گئے تو پھر تیری عبادت کون کرے گا؟''۔

(سیرت مسیح موعودؑ حصہ سوم صفحہ 395 مؤلف حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ مدیر الحکم مطبوعہ قادیان)

❁❁❁❁❁

8؍اکتوبر کا جلالی الہام

8؍اکتوبر کو حضرت مسیح موعود پر الہام نازل ہوا:

''مَا کُنَّا مُعَذِّبِیْنَ حَتّٰی نَبْعَثَ رَسُوْلًا''۔

(بدر۔الحکم۔ 17؍اکتوبر 1907ء)

ہم کسی بستی کو عذاب نہیں دیتے جب تک کہ اس میں رسول نہ بھیج لیں۔

اس سلسلہ میں جناب الٰہی نے بذریعہ وحی ہدایت فرمائی:

''زلزلہ آیا۔ اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں''۔

(حقیقۃ الوحی طبع اول صفحہ 98 مطبع میگزین قادیان۔ تاریخ اشاعت 15؍ مئی 1907ء)

❁❁❁❁❁

حیرت انگیز تصرف الٰہی

حیرت انگیز تصرف الٰہی دیکھئے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے 4؍مئی 1973ء کو خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس میں بتایا کہ آزاد کشمیر کی اسمبلی میں (جس کے صدر ان دنوں سردار اعبدالقیوم تھے) میجر ایوب صاحب نے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دئے جانے کی قرارداد پیش کی ہے جو اخباروں کے مطابق متفقہ طور پر منظور کر لی گئی ہے۔ حالانکہ ایک مومن کو اپنے ایمان کے لئے سیاست کی سند...... کی ضرورت نہیں۔

''اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے: ﴿هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ﴾ اللہ نے تمہیں مسلمان کہا ہے تو پھر اگر ساری دنیا تمہیں کافر کہے اس کا نتیجہ یہ تو نہیں نکلتا کہ تم مسلمان نہیں رہے کیونکہ تمہیں تو خود خدا نے مسلمان کہا ہے''۔

جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے یہ بصیرت افروز حقائق پیش کرنے کے بعد آخر میں مخلصین جماعت کو نصیحت فرمائی:

''خدا تعالیٰ کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار کرتے رہنا ہے۔ اپنے آپ کو کچھ نہیں سمجھنا۔ بے لوث خدمت میں آگے رہنا ہے اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے پیار کو حاصل کرنا ہے۔ اور جب دنیا پیار کو کلّی طور پر قبول کرنے سے انکار کر دے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس الہام کو یاد رکھنا کہ:

''زلزلہ آیا۔ اٹھو نمازیں پڑھیں اور قیامت کا نمونہ دیکھیں''۔ اور عاجزانہ دعاؤں کے ساتھ رحمتِ الٰہی کو جذب کرکے اور مستانہ وار اپنے ربّ کریم کی طرف رجوع کرکے خدائے قادر و توانا کی غیرت کے عظیم نشان دیکھنے کی کوشش کرنا ہمارا فرض ہے''۔

(الفضل 13؍مئی 1973ء۔ رسالہ آزاد کشمیر اسمبلی کی ایک قرارداد پر تبصرہ صفحہ 16)

❁❁❁❁❁

مخلوق خدا کی طبّی خدمت کا فطری جوش

حضرت مولانا عبدالکریم صاحبؓ کا چشمدید بیان ہے کہ:

آپ کو (یعنی حضرت امام الزمان۔ناقل) کو دینی ضرورت کے لئے ایک بڑا اہم مضمون لکھنا تھا اور جلد لکھنا تھا۔ مَیں بھی اتفاقاً جا نکلا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت کمربستہ اور مستعد کھڑے ہیں جیسے کوئی یورپین اپنی دنیوی ڈیوٹی پر چست اور ہوشیار کھڑا ہوتا ہے۔ اور پانچ چھ صندوق کھول رکھے ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی شیشیوں اور بوتلوں میں سے کسی کو کچھ اور کسی کو کوئی عرق دے رہے ہیں اور کوئی تین گھنٹے یہی بازار گرم رہا اور ہسپتال جاری رہا۔ فراغت کے بعد مَیں نے عرض کیا: حضرت! یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو جاتا ہے۔

اللہ اللہ!! کس نشاط اور طمانیت سے مجھے جواب دیتے ہیں یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں۔ یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ مَیں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا کر رکھتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں۔ اور فرمایا یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ **مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہیں ہونا چاہئے۔** (سیرت مسیح موعودؑ صفحہ 34-35 ناشر حضرت شیخ یعقوب علی صاحب (تراب)۔ مطبع انوار احمدیہ قادیان۔ جولائی 1900ء)

❁❁❁❁❁

حضرت اقدسؑ کی بڑی آرزو

حضرت مولانا مزید لکھتے ہیں:

''فرمایا: میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میں میرا گھر ہو اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک طرف سے ہر ایک وقت واسطہ و رابطہ رہے۔ برادران یہ باتیں سچی ہیں اور واقعات ان کے گواہ ہیں۔ مکان اندر اور باہر نیچے اور اوپر مہمانوں سے کشتی کی طرح بھرا ہوا ہو اور حضرت کو بھی بقدر حصّہ رسدی بلکہ تھوڑے والا ایک حصہ رہنے کو ملا ہوا ہے اور آپ اس میں یوں رہتے ہیں جیسے سرائے میں کوئی گزارا کرتا ہے۔ اور اس کے جی میں کبھی نہیں گزرتا کہ یہ میری کوٹھڑی ہے''۔

(ایضًا صفحہ 38)

تلخی کی زندگی کو کرو صدق سے قبول
تا تم پہ ہو ملائکۂ عرش کا نزول

❁❁❁❁❁

گھڑی کے خلاف فتویٰ

ہفت روزہ ''لیل و نہار'' لاہور نے اخبار پیغام صلح ۱۶ مارچ ۱۹۶۸ کے حوالہ سے یہ خبر دی کہ:

''شیخوپورہ کے جماعت اہل حدیث کے امیر مولوی محمد حسین صاحب نے فتویٰ صادر فرمایا ہے کہ:

''تحقیق کافر ہوئے وہ لوگ جنہوں نے اذانیں دیں اور نمازیں ادا کیں بحساب اوقات گھڑیوں مرّوجہ کے۔ اور ترک کیا سنّت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی کو۔ اور نہ حساب رکھا سایہ کا واسطے اذان اور نماز کے روزانہ۔ اور توڑا تعلّق سنت سے براہ راست''۔

پھر اسی مسند افتاء سے ایک اور حکم جاری ہوا ہے کہ: ''اور وہ لوگ بھی ظالم ہو کر کافر ہوئے جنہوں نے مسجدوں میں گھڑیاں لٹکا دیں اور پھر مسجدوں پر رات اور دن کے حصّہ میں تالے لگا دیئے۔ اور وہ لوگ بھی شیطان کے پیروکار ہو کر کافر ہوئے جنہوں نے داڑھی مونڈی یا منڈوائی اور مطمئن ہوئے''۔

❁❁❁❁❁❁

سانحۂ مونگ رسول

آخری سانس تلک ساتھ نبھانا ہے ابھی
قرض کچھ اور بھی باقی ہے، چکانا ہے ابھی
اب کے آنکھوں سے ٹپکنے نہیں دینا آنسو
دلِ وحشی کو بھی اک راز بتانا ہے ابھی
موت سستی ہوئی جاتی ہے وطن میں میرے
زندگی تجھ کو دلہن بن کے گھر آنا ہے ابھی
یوں نہ ہو دیر، بہت دیر مقدر ٹھہرے
پیار سے پیار کا اک شہر بسانا ہے ابھی
میری مٹی نے بہت پیار سے مانگا ہے لہو
کیسے انکار کروں، مجھ کو بہانا ہے ابھی

(عطاء القدوس طاہرؔ۔ ٹورانٹو)

روزہ پر غیظ و غضب کا مظاہرہ

حاجی الحرمین حضرت مولانا نورالدین بھیروی خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کے مبارک قلم سے قیام کشمیر کے دور کا ایک دلچسپ واقعہ۔ آپؓ فرماتے ہیں:

''مَیں کشمیر میں تھا۔ وہاں رات کو بذریعہ تار خبر پہنچی کہ رمضان کا چاند دیکھا گیا ہے۔ میں نے لوگوں سے کہہ دیا کہ صبح روزہ رکھیں۔ ایک مولوی صاحب جو بڑے مشہور مولوی ہیں میرے پاس آئے اور کہا کہ آپ نے روزہ رکھنے کا فتویٰ دیا ہے؟ میں نے کہا: ہاں تار کے ذریعہ خبر آ گئی ہے۔ کہنے لگے: توبہ توبہ! کیا تم تار کی خبر کا اعتبار کرتے ہو؟ میں نے کہا: کیوں! اعتبار کیوں نہ کیا جائے۔ کہنے لگے حضرت تم کو کیا خبر! ہم تو خوب واقف ہیں۔ ایک مرتبہ میرے پاس تار آیا۔ میں تار بابو کے پاس گیا کہ اس میں کیا لکھا ہے؟ اس نے کہا کہ اس میں لکھا ہے کہ ''برکٹ بیمار ہے''۔ مَیں نے اس سے کہا کہ تم پھر دریافت کرو اصل بات کیا ہے۔ اس نے پھر یہی کہا کہ ''برکٹ بیمار ہے''۔ حالانکہ اصل بات یہ تھی کہ میری ایک لڑکی جس کا نام برکت تھا وہ بیمار تھی لیکن اس بابو نے برکت کا برکٹ ہی بتایا۔ بھلا جب نام بھی صحیح نہیں بتا سکتا تو خبر کیا درست بتائیں گے۔ لہٰذا تار کی خبر پر ہرگز عمل نہ کیا جائے۔ عجیب بات یہ ہے کہ مولوی صاحب بھی ہرگز نہ سمجھ سکے اور مجھ کو خاموش ہی ہونا پڑا۔''

(مرقاۃ الیقین صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ ناشر ادارہ الشرکتہ الاسلامیہ ربوہ)

❁❁❁❁❁❁

رمضان کا آخری عشرہ

رمضان کے آخری عشرہ کے بہت سے فضائل بیان ہوئے ہیں۔آیئے دیکھتے ہیں کہ سنت رسول ﷺ کی رو سے ہمیں یہ عشرہ کس طرح گذارنا چاہئے۔حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”ایک ہے: ” قَالَتْ عَائِشَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَجْتَھِدُ فِی الْعَشْرِ الْاَوَاخِرِ مَا لاَ یَجْتَھِدُ فِی غَیْرِہٖ“ (صحیح مسلم کتاب الاعتکاف باب الاجتھاد فی العشر الاواخر من شھر رمضان) ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا بیان فرماتی ہیں کہ آخری عشرہ میں آنحضرت ﷺ عبادات میں اتنی کوشش فرماتے تھے جو اس کے علاوہ دیکھنے میں نہیں آئی۔تو رمضان میں وہ کوشش کیا ہوتی ہوگی جو عام طور پر حضرت عائشہ صدیقہؓ کے دیکھنے میں بھی نہیں آئی۔ اور آپؐ کی روایات جو رمضان کے علاوہ ہیں وہ ایسی روایات ہیں کہ ان کو دیکھ کر دل لرز اٹھتا ہے کہ ایک انسان اتنی عبادت بھی کرسکتا ہے۔ساری ساری رات بسا اوقات خدا کے حضور بلکتے ہوئے ایک سجدہ میں گزار دیتے تھے۔ جس طرح کپڑا انسان اتار کر پھینک دیتا ہے اسی طرح آپ کا وجود گرے ہوئے کپڑے کی طرح پڑا ہوتا تھا۔ اور عائشہ صدیقہؓ سمجھا کرتی تھیں کہ کسی اور بیوی کے پاس نہ چلے گئے ہوں،تلاش میں گھبرا کر باہر نکلتی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو ایک ویرانے میں پڑا ہوا دیکھتی ہیں اور جوش گریاں سے جیسے ہانڈی ابل رہی ہو ایسی آواز آرہی ہوتی تھی۔ وہ عائشہ جب گھر کو لوٹتی ہوگی تو کیا حال ہوتا ہوگا۔کیا سمجھا تھا اپنے آقا اور محبوب کو اور کیا پایا۔ یہ عام دنوں کی بات ہے،یہ رمضان کی بات نہیں ہے۔عام دنوں میں یہ پایا ہے حضرت عائشہؓ نے۔آپ گواہی دیتی ہیں کہ محمدؐ رسول اللہ پر آخری عشرہ میں ایسے وقت آتے تھے کہ ہم نے پہلے کبھی دوسرے دنوں میں نہیں دیکھے۔ان کیفیات کو بیان کرنا انسان کی طاقت میں نہیں ہے۔نہ میری طاقت میں ہے نہ کسی اور انسان کی طاقت میں ہے۔لیکن آپؐ نے خود ان کیفیات سے کہیں کہیں پردہ اٹھایا ہے اور بتایا ہے کہ مَیں کس دنیا میں پہنچا ہوا تھا،مَیں کس دنیا میں بسر کرتا رہا ہوں وہ احادیث بھی ابھی میں آپ کے سامنے کھول کر بیان کرتا ہوں۔ایک روایت وہ ہے جس کے متعلق ہماری کتب میں اور بالعموم روایتاً جو معنے بیان کئے جاتے ہیں وہ میرے نزدیک درست نہیں ہیں وہ واقعہ اپنی ذات میں تو درست ہے کہ ایسا ہوا کرتا تھا کہ رسول اللہ ﷺ رمضان میں پہلے سے زیادہ صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے اس میں کوئی شک نہیں مگر جو روایت میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس کے ترجمہ کو محدود کردیا گیا ہے اور وہ ترجمہ اس سے بلند اور وسیع تر ہے جو عام طور پر آپ کے سامنے رکھا جاتا ہے۔وہ روایت یہ ہے:

عن عبداللہ بن عتبۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما قال کان النبی ﷺ اجود الناس بالخیر و کان اجود ما یکون فی رمضان حین یلقاہ جبریل وکان جبریل علیہ السلام یلقاہ کل لیلۃ فی رمضان حتی ینسلک یعرض علیہ النبی ﷺ القرآن فاذا لقیہ جبریل علیہ السلام کان اجود بالخیر من الریح المرسلۃ۔یہ جو آخری حصہ ہے اس میں وہ معنی پوشیدہ ہیں جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اور جو عموماً ترجموں میں دکھائی نہیں دے سکتے۔ اس حدیث سے اجود کا معنی یہ لیا گیا ہے کہ وہ بہت زیادہ سخی ہے غریبوں پر خرچ کرنے میں۔اور خیر کا معنی یہ لیا گیا ہے دنیا کا مال۔اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ رمضان کے دنوں میں اتنا زیادہ خرچ کیا کرتے تھے جیسے تیز ہوا میں اور بھی تیزی آجائے اور وہ ہوا جھکڑ میں تبدیل ہوجائے۔یہ معنی دل پسند معنی ہیں،اچھے معنی ہیں مگر اس روایت میں اس موقع پر یہ معنی مناسب نہیں بلکہ اس کے کچھ اور معنی بنتے ہیں۔

جبرئیل ہر رات کو اترا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو تنہا پاتے تھے اس وقت اس روایت کا یہ معنیٰ لینا کہ جبرائیل ایسی حالت میں ملتے تھے کہ آپ سخاوت میں اور لوگوں میں خرچ کرنے میں بہت تیزی دکھایا کرتے تھے وہ وقت ہی ایسا نہیں ہے جس میں باہر نکل کر غریبوں کو ڈھونڈا جائے اور ان پر کثرت سے خرچ کیا جائے۔ راتیں تو آنحضرت ﷺ اور خدا کے درمیان کی راتیں تھیں۔ان راتوں میں یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جبرائیل جب قرآن کریم لے کر آئیں تو آپ کو اس حال میں پائیں،یہ ناممکن ہے۔لیکن اجود کا وہ معنی جو اعلیٰ درجہ کی لغات امام راغب وغیرہ سے ثابت ہے اور خیر کا وہ معنیٰ جو اعلیٰ درجہ کی لغات سے ثابت ہے وہ کچھ اور مفہوم بھی اپنے اندر رکھتا ہے۔

اَجْوَدْ اس شخص کو کہیں گے جو نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جائے اور خَیْر، حسنہ کو کہتے ہیں صرف مال کو نہیں کہتے۔ ہر بھلی بات جس کی مومن توقع رکھتا ہے اور خدا سے دعا کرتا ہے کہ یہ بھلائی مجھے نصیب ہو اسے خَیْر کہا جاتا ہے۔پس ان معنوں میں جب اس حدیث کو آپ دوبارہ پڑھیں تو بالکل ایک اور مضمون،ایک نیا جہان آپ کی آنکھوں کے سامنے ابھرے گا۔ آنحضرت ﷺ کو جب بھی جبرئیل نے دیکھا ہے رات کو آپ ان نیکیوں میں غیر معمولی آگے بڑھنے والے تھے تمام کائنات کے وجودوں سے آگے بڑھنے والے تھے جن نیکیوں میں دوسرے لوگ ان میدانوں میں سفر کا تصور بھی نہیں کرسکتے۔رات کو اپنے خدا کی یاد میں غرق ہونے میں سب سے زیادہ تھے۔رات کے وقت اَجْوَدْ تھے ان معنوں میں کہ ذکر الٰہی میں اپنے آپ کو گم کردیا اور خَیْر کے جتنے بھی اعلیٰ پہلو ہیں مال کے علاوہ،ان سارے پہلوؤں میں محمد رسول اللہ ﷺ میں ایسی تیزی آئی ہوتی تھی جیسے جھکڑ چل رہا ہو۔ یہ حقیقی معنی ہیں اور لغت سے میں نے اچھی طرح دیکھ لئے ہیں۔ یہ موقع نہیں کہ لغت کی تفصیل میں جایا جائے لیکن آپ یقین کریں کہ ہر پہلو سے چھان بین کے بعد میں آپ کو مطلع کر رہا ہوں کہ ان معنوں میں جبرئیل نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جب بھی دیکھا اس حال میں دیکھا ہے۔ ہر نیکی میں اتنی تیزی آئی ہوتی تھی کہ جیسے جھکڑ چل رہا ہو اور یہ تیزی ذکر الٰہی کی تیزی تھی خدا کی ذات میں ڈوب جانے کی تیزی تھی۔

پس اس پہلو سے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی پیروی کر کے دیکھ لیں تو پھر اندازہ ہوگا کہ کتنی مشکل مگر کتنی لازمی پیروی ہے۔مشکل تو ہے کیونکہ یہ سفر بہت طویل ہے۔ایک عام انسان کے لئے اس سفر کی آخری منازل کے لئے تصور بھی ممکن نہیں ہے۔لیکن یہ چند دن تو ہیں۔ان دنوں میں اللہ خود قریب آجاتا ہے۔یہ وہ دن ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی آسان کر دی جاتی ہے۔ پس ان دنوں سے فائدہ اٹھائیں اور ان دنوں کا حقیقی معنوں میں استقبال کریں۔ ان کو وداع کرنے کے لئے نہ رمضان کا وقت گزاریں بلکہ ان کے استقبال کے لئے اپنے بازو دراز کردیں،اپنے سینے کے در وا کردیں اور پوری کوشش کریں کہ رمضان کی برکتیں ہر طرف سے آپ کو گھیر لیں اور آپ کے اندر اس طرح داخل ہوجائیں جیسے سورج طلوع ہوجاتا ہے“۔

اسی طرح فرمایا:

”ایک حدیث مسند احمد بن حنبل جلد ۲ صفحہ ۷۵ مطبوعہ بیروت سے لی گئی ہے۔حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، عمل کے لحاظ سے ان دس دنوں یعنی آخری عشرہ سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے نزدیک عظمت والے اور محبوب اور کوئی دن نہیں ہیں۔عمل کے لحاظ سے جو ان دنوں میں برکت ہے ایسے اور کسی عشرے اور کسی اور دن میں برکت نہیں ہے۔پس مبارک ہو کہ ابھی کچھ دن باقی ہیں اور یہ برکتیں کلیۃً ہمیں وداع کہہ کر چلی نہیں گئیں۔ آپ ان کا استقبال کریں تو آپ کے گھر اتر کر ٹھہر بھی سکتی ہیں اور یہی حقیقی نیکی کا مفہوم ہے۔نیکی وہ جو آکر ٹھہر جائے اور پھر رخصت نہ ہو۔

ان ایام میں خصوصیت سے رسول اللہ ﷺ نے جس ذکر الٰہی کی تاکید فرمائی ہے وہ ایک ہے تہلیل ۔ تہلیل سے مراد ہے لَااِلٰہَ اِلاّاللّٰہ،دوسرے تکبیر اَللّٰہُ اَکْبَر،اَللّٰہُ اَکْبَر،تیسرے تحمید، اَلْحَمْدُلِلّٰہ، اَلْحَمْدُلِلّٰہ۔ تو یہ تین سادہ سے ذکر ہیں جو بآسانی ہر شخص کو توفیق ہے کہ ان پرزور ڈالے“۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳/جنوری ۱۹۹۸ء۔ مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل لندن ۱۳/مارچ ۱۹۹۸ء)

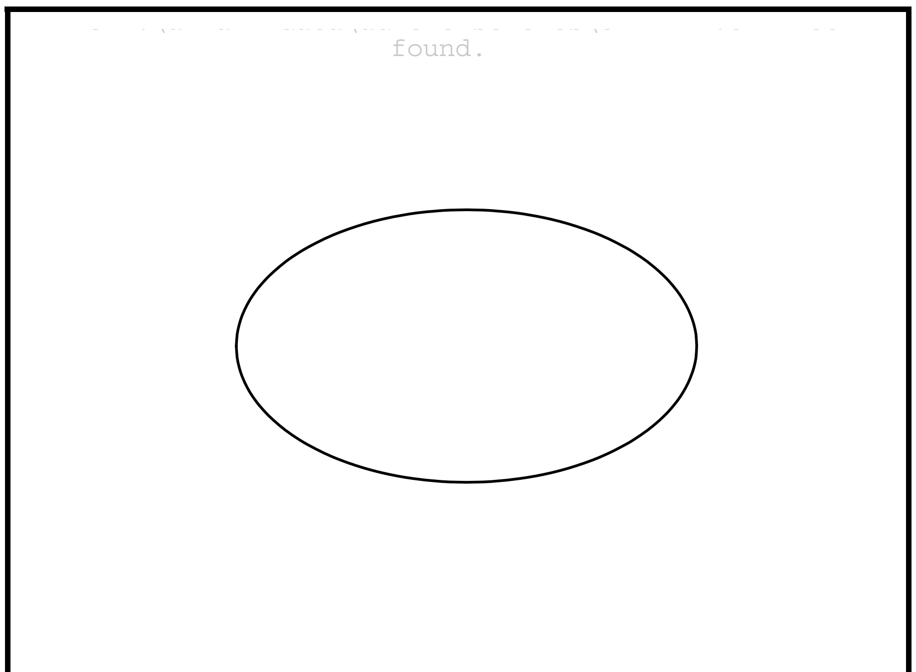

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: تیس (۳۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: پینتالیس (۴۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: پینسٹھ (۶۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

بقیہ رپورٹ: افتتاح جامعہ احمدیہ

از صفحہ نمبر 2

حرم محترمہ سیدہ امتہ السبوح صاحبہ مدظلہا بھی آخر وقت تک خواتین کے ساتھ تقریب میں شامل رہیں۔قریباً سات بجے شام حضور انور واپس تشریف لے گئے۔

مختصر تاریخ

آج سے سو سال پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اگرچہ اپنی وفات سے کئی سال قبل یہ ارادہ فرمایا تھا کہ مسلمان بچوں کی دینی تعلیم کے لئے ایک مدرسہ جاری کیا جانا چاہئے اور اس سلسلہ میں 15ستمبر 1897ء کو ایک تحریک بھی فرمائی تھی۔آپؑ کا ارادہ تھا کہ اس سکول میں روزمرہ کی درسی تعلیم کے علاوہ ایسی کتب بچوں کو پڑھائی جائیں گی جو میں اُن کے لئے لکھوں گا۔اس سے اسلام کی خوبی سورج کی طرح ظاہر ہوگی اور دوسرے مذاہب کی کمزوریاں انہیں معلوم ہوجائیں گی جن سے ان کا باطل ہونا اُن پر کھل جائے گا۔حضور علیہ السلام نے اس مقصد کے لئے ایک کمیٹی بھی قائم فرمائی جس کے صدر حضرت مولانا حکیم نورالدین صاحبؓ تھے اور دیگر اراکین میں محترم خواجہ کمال الدین صاحب (سیکرٹری)، حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ (محاسب) اور حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ (جائنٹ سیکرٹری) شامل تھے۔اس کمیٹی کا پہلا اجلاس 27دسمبر 1897ء کو ہوا جس میں کمیٹی نے سفارش کی کہ مدرسہ کا آغاز یکم جنوری 1898ء سے کردیا جائے۔چنانچہ مدرسہ تعلیم الاسلام کا افتتاح 3جنوری 1898ء کو عمل میں آگیا۔

1905ء میں جماعت احمدیہ کے بہت سے جیّد علماء وفات پاگئے جن میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ شامل تھے۔حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس خلاء کو محسوس فرمایا اور تشویش کا اظہار کرتے ہوئے 6دسمبر 1905ء کو فرمایا کہ افسوس کہ جو مرتے ہیں ان کا جانشین ہم کو کوئی نظر نہیں آتا۔پھر فرمایا مجھے مدرسہ کی طرف سے بھی رنج ہی پہنچتا ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ بات اس سے حاصل نہیں ہوئی۔اگر یہاں سے بھی طالبعلم نکل کر دنیا کے طالب ہی بننے تھے تو ہمیں اسکے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی۔ہم تو چاہتے ہیں کہ دین کیلئے خادم پیدا ہوں۔

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے بہت سے احباب کو بلا کر اُن کے سامنے یہ امر پیش فرمایا کہ مدرسہ (تعلیم الاسلام) میں ایسی اصلاح ہونی چاہئے کہ یہاں سے واعظ اور علماء پیدا ہوں۔اس ضمن میں حضورؑ نے مدرسہ میں ایک ''شاخ دینیات'' کے قیام کا فیصلہ صادر فرمایا۔چنانچہ جنوری 1906ء میں اس شاخ دینیات کا اجراء کردیا گیا جس کے ابتدائی اساتذہ حضرت قاضی سید امیر حسین شاہ صاحبؓ اور حضرت مولوی فضل دین صاحبؓ (آف کھاریاں) مقرر ہوئے۔بعد میں حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ بھی اساتذہ میں شامل کردیئے گئے۔پہلے سال میں 9 اور دوسرے سال میں 5 طلبہ اس کلاس میں داخل ہوئے۔

بعد ازاں یہی شاخ (دینیات کلاس) یکم مارچ 1909ء کو مدرسہ احمدیہ میں تبدیل ہوگئی۔اس کا نیا نام حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ نے تجویز فرمایا اور اس کے پہلے ہیڈ ماسٹر حضرت مولانا سید سرور شاہ صاحبؓ مقرر ہوئے۔اس مدرسہ کا نصاب سات سال پر مشتمل تھا۔حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحبؓ ستمبر 1910ء میں اس مدرسہ کے نگران اعلیٰ مقرر ہوئے اور مسند خلافت پر فائز ہونے تک یہ ذمہ داری ادا فرماتے رہے۔آپؓ کی زیر نگرانی مدرسہ میں بہت ترقی ہوئی اور آپؓ نے طلبہ میں بلند ہمتی پیدا کرنے کے لئے کئی پروگرام ترتیب دیئے۔طلبہ کو نیچے بیٹھ کر پڑھنے سے منع فرمادیا، صفائی کا خاص اہتمام کیا گیا، روزانہ کھیل لازمی قرار پائی۔فن خطابت سکھانے کی طرف توجہ کی گئی، ایک لائبریری قائم فرمائی جس کے لئے قیمتی کتب کا ایک بڑا مجموعہ مرحمت فرمایا۔حضورؓ نے اوائل 1912ء میں ہندوستان کے مختلف مشہور مدارس (سہارنپور، ندوہ، دیوبند وغیرہ) کا اپنے خرچ پر دورہ کیا اور وہاں کے انتظام کے مطابق اپنے مدرسہ میں اہم تبدیلیاں فرمائیں۔بعد ازاں آپؓ حج کی ادائیگی کے لئے بلاد عرب میں تشریف لے گئے اور وہاں عربی مدارس بھی دیکھنے کا موقع آپؓ کو ملا۔1913ء میں آپؓ ہی کے مشورہ پر حضرت سید ولی اللہ شاہ صاحب اور شیخ عبدالرحمٰن صاحب کو مصر میں بغرض تعلیم بھجوایا گیا۔نیز طلبہ کو انگریزی کی تعلیم بھی دی جانے لگی اور وہ مولوی فاضل کے امتحان میں بھی شامل ہونے لگے۔ایک دو سالہ طبّی کورس بھی آپؓ نے جاری فرمایا۔پرائمری سے کم تعلیم رکھنے والے طلبہ کے لئے ایک علیحدہ کلاس یکم مارچ 1911ء سے جاری فرمائی۔

جب حضرت مصلح موعودؓ مسند خلافت پر فائز ہوئے تو مدرسہ احمدیہ کا انتظام حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے سپرد کردیا گیا۔بعد ازاں شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے۔1919ء میں حضورؓ نے ایک کمیٹی نامزد فرمائی جس نے جماعت کی تبلیغی ضروریات کے حوالہ سے مدرسہ احمدیہ کی سکیم پر نظر ثانی کی۔اس کے نتیجہ میں 20مئی 1928ء کو جامعہ احمدیہ کا قیام عمل میں آگیا۔وسط 1937ء میں حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ جامعہ احمدیہ کے ہیڈ ماسٹر مقرر ہوئے تو ادارہ میں بہت سی اہم اصلاحات کی گئیں۔علمی مجالس کا قیام ہوا اور تبلیغ کے لئے قادیان سے باہر جاکر تقاریر کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔

قیام پاکستان کے بعد مدرسہ احمدیہ اور جامعہ احمدیہ کو ضم کرکے پہلے لاہور میں 13نومبر 1947ء کو جاری کیا گیا۔چند دن بعد پہلے چنیوٹ اور پھر احمد نگر میں اسے منتقل کردیا گیا۔دسمبر 1949ء میں جامعۃ المبشرین کا بھی اجراء ہوا تا کہ جامعہ احمدیہ کے فارغ التحصیل طلبہ کو تبلیغ کی خصوصی تربیت دی جائے۔لیکن 7جولائی 1957ء کو مدرسہ احمدیہ، جامعہ احمدیہ اور جامعۃ المبشرین (تینوں ادارے) ایک ہی درسگاہ ''جامعہ احمدیہ'' میں مدغم کردیئے گئے جس کے پرنسپل حضرت میر داؤد احمد صاحب مقرر ہوئے۔

اب تک قادیان اور ربوہ کے علاوہ غانا، نائیجیریا، تنزانیہ، انڈونیشیا اور کینیڈا وغیرہ میں جامعہ احمدیہ کا قیام عمل میں آچکا ہے۔اور اب لندن (برطانیہ) کا یہ جامعہ بھی اُسی مقدس درخت کا ایک اور شیریں پھل ہے جو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھوں لگایا گیا تھا۔

جامعہ احمدیہ برطانیہ کے حوالہ سے مکرم لئیق احمد صاحب طاہر (پرنسپل) نے بتایا کہ پہلے سال 29 طلبہ کو جامعہ میں داخل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی ہے جن کا انتخاب ایک سو سے زائد امیدواروں کے انٹرویو لینے کے بعد کیا گیا ہے۔ان خوش نصیب بچوں میں دو کا تعلق بیلجیئم، تین کا ہالینڈ، چھ کا جرمنی، ایک کا سویڈن، پانچ کا ناروے اور بارہ کا برطانیہ سے ہے۔تدریس کے لئے ان کے دو سیکشن بنائے گئے ہیں۔پہلے دو سال میں ان کے نصاب میں تین زبانوں یعنی اردو، عربی اور انگریزی کا سیکھنا ہے نیز قرآن کریم ناظرہ اور آخری سمسٹر میں ترجمہ قرآن بھی شامل ہے۔اس کے علاوہ تاریخ احمدیت اور تاریخ اسلام کے مضامین بھی شروع کئے گئے ہیں۔حدیث بھی ہے جس میں پہلے آنحضرت ﷺ کی قریباً پچاس دعائیں زبانی سکھائی جارہی ہیں۔اسی طرح قریباً دو پارے پہلے سال میں حفظ کروائے جائیں گے۔تعلیم صبح آٹھ بجے سے دوپہر دو بجے تک جاری رہے گی۔روزانہ عصر کے بعد ایک علمی لیکچر کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔کھیل کا بھی باقاعدہ انتظام ہے۔تیسرے سال سے تفسیر، منطق، صرف ونحو، کلام، فقہ اور حدیث وغیرہ کا باقاعدہ نصاب شروع ہوگا۔

مکرم پرنسپل صاحب نے مزید بتایا کہ جامعہ کی لائبریری کے لئے سینکڑوں کی تعداد میں مختلف موضوعات پر کتابیں اکٹھی کی گئی ہیں۔تفاسیر قرآن اور احادیث کے مجموعوں کے علاوہ ادب، شاعری کی کتب بھی رکھی گئی ہیں۔پاکیزہ ناول بھی موجود ہیں۔ہزاروں پاؤنڈ کی کتب خریدی گئی ہیں اور بہت سی کتب تحفۃً بھی ملی ہیں۔مکرم دین محمد صاحب آف ٹوٹنگ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مکمل سیٹ تحفۃً دیا ہے۔طلبہ کے لئے لائبریری کا ایک پیریڈ لازمی ہے جو کسی استاد کی زیر نگرانی ہوتا ہے۔جامعہ میں تدریسی کتب کے علاوہ تعلیم اور کھانا بھی مفت ہے۔طلبہ کو جیب خرچ بھی دیا جائے گا۔طلبہ کے لئے Language Lab تیار کرنے کے بارے میں ریڈنگ یونیوسٹی سے بھی رابطہ ہے۔یہ بات بھی اہم ہے کہ جامعہ میں واقفین نو بچوں کے علاوہ ایسے بچے بھی داخل کئے جائیں گے جو از خود اپنی زندگیاں وقف کریں گے۔

مکرم سلیم ملک صاحب چیف ایڈمنسٹریٹر جامعہ احمدیہ نے بتایا کہ 1996ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے انٹرنیشنل مجلس شوریٰ کی تجویز پر ایک کمیٹی مقرر فرمائی جس کے چیئرمین مکرم چوہدری حمید اللہ صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ تھے۔اس کمیٹی کا ایک رُکن میں بھی تھا۔مکرم چوہدری صاحب کے ربوہ تشریف لے جانے کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت یوکے اس کمیٹی کے صدر مقرر کئے گئے اور یہی طریق اب بھی جاری ہے۔اس کمیٹی نے متعلقہ تجویز کے تمام پہلوؤں پر بار بار غور کیا۔مختلف جگہیں اس مقصد کے لئے دیکھی گئیں۔چونکہ حضورؒ کا ارشاد تھا کہ وہ طلبہ کو اپنی نگرانی میں تعلیم دینا چاہتے ہیں اس لئے جامعہ کا فاصلہ مسجد فضل لندن سے بیس میل سے زیادہ نہ ہو، چنانچہ اس پہلو کو بھی پیش نظر رکھا گیا۔تاہم وسائل کی کمی کی وجہ سے اسلام آباد کا بھی کئی بار جائزہ لیا گیا۔آخر اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ایک ایسی عمارت دستیاب ہوگئی جو مکرم شیخ سعید صاحب سے جماعت نے خرید لی۔یہ عمارت 8-South Gardens, Colleirs Wood London, SW19 2NT میں واقع ہے۔یہ جگہ مسجد بیت الفتوح سے قریباً دو میل اور مسجد فضل لندن سے قریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے۔بس اور انڈر گراؤنڈ ریلوے اسٹیشن جامعہ سے چند منٹ کے پیدل فاصلے پر ہیں۔یہ ایک پرانا پرائمری سکول تھا جس کی تزئین نو مکرم ناصر خان صاحب کی زیر نگرانی کروائی گئی اور اس میں ہیٹنگ سسٹم اور PA سسٹم وغیرہ نصب کئے گئے۔طلبہ کے لئے انتیس کمرے بنائے گئے جن میں انہیں بستر کے علاوہ میز، کرسی اور الماری کی سہولت بھی مہیا کی گئی۔

مکرم ملک صاحب نے مزید بتایا کہ دو سال کی تدریس اس عمارت میں مکمل کی جائے گی اور اس مقصد کے لئے ایک نیا Phase بھی تعمیر کیا جائے گا جس کی منظوری کونسل سے مل چکی ہے اور اس کی تعمیر کا آغاز آئندہ سال مارچ میں کردیا جائے گا۔اس فیز میں طلبہ کی رہائش کے لئے تیس مزید کمرے اور بعض دیگر ضروریات کے لئے چند تعمیرات بھی کی جائیں گی۔تاہم تیسرے سال کی تعلیم کے لئے مزید عمارت درکار ہوگی اور اس بارہ میں مختلف تجاویز زیر غور ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس ادارہ کا قیام ہر پہلو سے بابرکت فرمائے اور احمدیت کے ایسے مجاہد یہاں سے پیدا ہوں جو اپنے علم اور پاکیزہ عمل سے اسلام کی فوقیت دیگر ادیان پر ثابت کرنے والے ہوں۔آمین

(رپورٹ: فرخ سلطان)

سیٹلائٹ

بقیہ:دورہ حضور انور از صفحہ نمبر 16

جونئی کتابیں شائع ہوئی ہیں وہ منگوائیں۔فرمایا کتاب شرائط بیعت اردو اور انگریزی پڑھنے والوں کو دیں۔حضور انور نے کتب کے تراجم کا بھی جائزہ لیا۔

حضور انور نے **سیکرٹری وصایا** سے وصیتوں کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

حضور انور نے **سیکرٹری تبلیغ** کو ہدایت فرمائی کہ جو لوگ باہر کے ممالک سے آئے ہیں ان میں تبلیغ کریں۔فرمایا پاکٹ تلاش کریں جہاں یہ لوگ آباد ہیں وہاں جائیں اور تبلیغی پروگرام کریں۔فرمایا زرخیز زمینیں تلاش کریں،وہاں بیج پھینکیں تو فائدہ ہوگا۔فرمایا کتب کے سٹال لگانے کے علاوہ مختلف جگہوں پر جائیں اور ذاتی رابطے قائم کریں اور تبلیغ کریں۔

سیکرٹری تحریک جدید کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ اپنا جو بھی ٹارگٹ رکھتے ہیں اس کو حاصل کرنے کے لئے بھرپور کوشش کریں۔

شعبہ سمعی و بصری کے کام کا جائزہ لیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ MTA کے لئے ڈاکومنٹری فلم تیار کر کے بجھوائیں۔میوزیم ہے اس کی فلم بنائیں۔مختلف مقامات ہیں،کوئی انڈسٹری ہے۔آپ کے پاس تو بہت سی جگہیں ہیں ان کے پروگرام تیار کر کے بجھوائیں۔حضور انور نے یہ بھی ہدایت فرمائی کہ کیبل کمپنیوں سے MTA کے بارہ میں پتہ کریں اگر وہ کیبل پر دے سکیں تو سب گھروں میں جہاں کیبل پروگرام ہیں MTA کی سروس جاسکتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا جب بریک تھرو (Break Through) ہونا ہے تو یکدم ہونا ہے۔اس لئے اس قوم کو احمدیت کے بارہ میں معلومات ہونی چاہئیں۔احمدیت کا پیغام ہر ایک تک پہنچنا چاہئے،انہیں علم ہونا چاہئے۔

حضور انور نے **انٹرنل آڈیٹر** کو ہدایت فرمائی کہ ایک ماہ میں آڈٹ ہونا چاہئے۔

سیکرٹری تعلیم القرآن ،وقف عارضی کو ہدایت فرمائی کہ اب کام شروع کریں۔جائزہ لیں کہ کتنے قرآن کریم پڑھنے والے ہیں اور باقاعدہ کام شروع کریں۔

سیکرٹری امور خارجہ کو فرمایا کہ سرکاری افسران سے تعلقات بڑھائیں ،رابطے قائم کریں۔فرمایا ایک ایسی ٹیم بنائیں جو میڈیا کے اسلام کے خلاف اعتراضات کا جواب دے،اخباروں میں خط لکھے۔

شعبہ رشتہ ناطہ کے کام کا بھی حضور انور نے جائزہ لیا۔

سیکرٹری وقف نو کو حضور انور کو ہدایت فرمائی کہ جو بچے ۱۵ سال سے اوپر ہو چکے ہیں ان سے عہد لیں،وہ لکھ کر دیں کہ ہم نے وقف کرنا ہے،وقف پر قائم رہنا ہے۔ان سب سے عہد لیں۔مجلس عاملہ میں بعض شعبوں کا قیام نہیں تھا۔حضور انور نے ان شعبوں کے قیام کے بارہ امیر صاحب کو ہدایات دیں۔

نیشنل مجلس عاملہ سویڈن کے ساتھ یہ میٹنگ ساڑھے سات بجے تک جاری رہی۔آخر پر مجلس عاملہ کے ممبران نے

MOT
Cars: £38 Vans: £40
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد ناصر گوتھن برگ میں نمازیں جمع کر کے پڑھائیں ،نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

14/ستمبر2005ء بروز بدھ:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد ناصر میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔

فیملی ملاقاتیں

صبح ساڑھے نو بجے حضور انور اپنے دفتر تشریف لائے اور دفتری ملاقاتیں فرمائیں اور ہدایات سے نوازا۔سوا دس بجے فیملی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔جماعت گوتھن برگ کی ۴۳ فیملیز کے ۱۵۲/افراد نے حضور انور سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوائیں۔ملاقاتوں کا یہ سلسلہ دوپہر ڈیڑھ بجے تک جاری رہا۔

دو بجے حضور انور نے مسجد ناصر گوتھن برگ میں تشریف لاکر ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ میٹنگ

سہ پہر چار بجکر ۴۵ منٹ پر مجلس عاملہ انصار اللہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام قائدین سے باری باری ان کے شعبوں اور کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔

نائب صدر انصار اللہ صف دوم کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ صف دوم اس لئے بنایا گیا تھا کہ خدام سے انصار اللہ میں جانے والے سُست نہ ہو جائیں۔حضور انور نے فرمایا سائیکل چلائیں، سیر کریں۔فرمایا ان کو Active رکھنا آپ کا کام ہے۔فرمایا ان کو خدمت خلق کے پروگراموں میں شامل کریں۔

قائد مال سے حضور انور نے انصار اللہ کے بجٹ، چندہ دہندگان کی تعداد اور چندہ کے معیار کا بھی جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔فرمایا انصار اللہ کے چندہ مجلس اور چندہ اجتماع کا حساب علیحدہ علیحدہ رکھا کریں۔

قائد ایثار کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جو بڑی عمر کے انصار ہیں یہ ہسپتالوں میں جائیں،اولڈ پیپلز ہوم میں جائیں، بیماروں کی عیادت کریں۔ان کا حال دریافت کریں۔اپنے ساتھ پھول، پھل وغیرہ لے جائیں۔اس طرح تعلق بڑھے گا اور رابطے قائم ہوں گے۔

حضور انور نے فرمایا یہ بھی جائزہ لیں کہ افریقہ،قادیان وغیرہ میں انصار اللہ سویڈن **خدمت خلق** کے تحت کیا خدمت کرسکتی ہے۔

شعبہ نو مبائعین کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ تین سال بعد نو مبائع نہیں رہتا۔تین سال کے بعد اس کو باقاعدہ نظام کا حصہ بنائیں۔حضور انور نے فرمایا جو نو مبائعین انصار کی عمر کے ہیں ان کو اپنے اجتماع پر لے کر آئیں۔ان کو شروع سے ہی جماعت کے نظام میں شامل کرنے کی کوشش کریں۔فرمایا جب ان کو اپنے پروگراموں میں شامل کریں گے تو ان کو نمازوں اور چندوں کی عادت پڑے گی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ویسے تو یہاں ایسے انصار بھی ہیں جن کو سویڈش زبان آتی ہے۔فرمایا ان نو مبائعین سے ملیں۔ان کو اپنے ساتھ شامل کریں۔

فرمایا خطبہ جمعہ سویڈش زبان میں ہونا چاہئے،اردو زبان میں اس کا خلاصہ بتا دیا جائے۔حضور انور نے **مبلغ سلسلہ** کو ہدایت فرمائی کہ خطبہ جمعہ بھی سویڈش میں دیں۔اور علمی،تربیتی خطابات بھی تیاری کر کے سویڈش زبان میں دیں۔صرف اردو میں خلاصہ دے دیا کریں۔فرمایا MTA پر جب خطبہ آتا ہے تو سن کر کم از کم ۱۵۔۲۰ منٹ کا خلاصہ بنایا کریں۔میرا خطبہ سن کر نوٹ لے لیا کریں اور اس کا سویڈش میں ترجمہ کرلیا کریں۔

حضور انور نے نئے آنے والوں کو نظام کا حصہ بنانے کے بارہ میں فرمایا کہ ان کو پہلے سے بتا دیا کریں کہ جماعت کسی فرد کی نہیں ہے۔آپ جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔جس کے ذریعہ بیعت ہوئی ہے اس کو ساتھ لے جاکر بتا دیا جائے کہ اب یہ نو مبائع جماعت کے سپرد ہے۔بیعت کروانے والا خود بتا دے کہ اب تم نظام کا حصہ ہو۔جماعت تم سے رابطہ رکھے گی۔

حضور انور نے فرمایا جب **شعبہ تربیت** کا رابطہ Active ہوگا تو بیعت کرانے والے کا خود بخود پیچھے چلا جائے گا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہر شہر اور ہر علاقے میں اپنی ٹیم بنائیں جو ان نو مبائعین کے قریب ہوں اور رابطہ کرسکیں۔آپ خود تو ہر جگہ نہیں جاسکتے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آپ کا کم از کم ہر ہفتہ نو مبائع سے رابطہ ہونا چاہئے تا کہ جب وہ کہیں دوسری جگہ منتقل ہو تو آپ کو اطلاع دے کر جائے کہ فلاں جگہ جا رہا ہوں، وہاں میں کس سے رابطہ کروں۔

قائد تحریک جدید اور قائد وقف جدید کو حضور نے ہدایت فرمائی کہ باقاعدہ ٹارگٹ بنا کر کام کریں۔

قائد تبلیغ کو ہدایت دیتے ہوئے حضور انور نے فرمایا آپ نے نیا چارج سنبھالا ہے تو گزشتہ تمام ریکارڈ دیکھیں، فائلوں کا مطالعہ کریں اور پھر آگے چلیں۔فرمایا کہ کتب کا سٹال لگانا تو ایک چھوٹا سا ذریعہ تبلیغ ہے۔یہ آپ کی تبلیغ کا کل ذریعہ نہیں ہے۔آپ وسیع پیمانہ پر اپنے تبلیغی پروگرام بنائیں۔مختلف پاکٹ تلاش کریں۔دوسرے ممالک سے آنے والے مہاجرین ،عرب ،البانین ،یوگوسلاوین ،ہنگری ،پولش وغیرہ مختلف جگہوں پر آباد ہیں۔مختلف ممالک کے لوگ آتے رہتے ہیں ان سے رابطے کریں اور ان کے پاس جائیں اور پیغام پہنچائیں۔فرمایا اپنی تبلیغ کی ٹیمیں بنائیں۔مالمو میں بھی بنائیں اور سٹاک ہالم میں بھی بنائیں اور ان میں صف اوّل،صف دوم کے انصار کو شامل کریں۔فرمایا سٹال لگالینا کافی نہیں یہ تو پرانا طریق ہے۔اب نئے نئے راستے تلاش کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا مختلف قوموں سے جو لوگ احمدی ہوئے ہیں ان سے پوچھیں کہ آپ کی قوم میں نفوذ کا کیا ذریعہ ہے۔کیا طریق ہے رابطوں کا، ان نو مبائعین کو کہیں کہ آپ پروگرام بنائیں،مجلس لگائیں ہم تبلیغ کے لئے آئیں گے۔

قائد تعلیم کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ انصار کے مطالعہ کے لئے کوئی کتاب مقرر کریں ان کا امتحان لیں۔ساری مجلس عاملہ کا بھی امتحان لیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ انصار کو کہیں کہ بے شک دیکھ کر پرچہ حل کریں لیکن سب انصار آپ کے امتحان میں شامل ہوں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو خطبے سنتے ہیں ان کے بارہ میں آپ کو معین طور پر علم ہونا چاہئے۔فرمایا والدین کو توجہ دلائیں کہ اپنے بچوں کو گھروں میں نمازیں پڑھائیں۔قرآن کریم کی تلاوت کروائیں اور اس طرف توجہ دلاتے رہیں۔

قائد عمومی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ اپنے ماہانہ رپورٹ فارم میں ہر شعبے کا علیحدہ علیحدہ سوالنامہ تیار کریں۔اس طرح مجالس سے ہر شعبہ کی علیحدہ علیحدہ رپورٹ آئے گی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے **قائد اشاعت** کو ہدایت فرمائی کہ انصار جو رسالہ شائع کرتے ہیں وہ آدھا اردو میں اور آدھا سویڈش زبان میں شائع کیا کریں۔فرمایا صف دوم کے انصار کی ٹیم بنائیں وہ ترجمہ کر دیا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے **قائد تجنید** کے بارہ میں ہدایت فرمائی کہ قائد تجنید علیحدہ بنائیں۔وہ اپنی تجنید مکمل کرے اور جو لوگ پیچھے ہٹ گئے ہیں ان کو بھی رابطہ کر کے اپنی تجنید میں شامل کرے۔

ساڑھے پانچ بجے نیشنل مجلس عاملہ انصار اللہ کے ساتھ میٹنگ اپنے اختتام کو پہنچی۔آخر پر مجلس عاملہ انصار اللہ کے ممبران نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد پانچ بجکر ۳۵ منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے باری باری تمام مہتممین سے ان کے شعبوں کا تعارف حاصل کیا اور ان کے کام کا جائزہ لیا اور آئندہ کے لئے ان کے پروگراموں کے بارہ میں دریافت فرمایا۔

مہتمم تبلیغ سے حضور انور نے دریافت فرمایا کہ تبلیغ کے لئے وفود بھیجنے کا کیا پروگرام ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہر نیا مہتمم جو آتا ہے اس کو گزشتہ سال کا ریکارڈ دیکھنا چاہئے اور اس کی بنیادوں پر کام کو آگے بڑھانا چاہئے۔اگر گزشتہ سال کمزوریاں رہ گئی ہیں تو ان کا پتہ چل جائے گا۔ان کی اصلاح ہو جائے گی۔فرمایا باقاعدہ پلان بنا کر کام کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب جماعت کو ہدایت فرمائی کہ معتمد علیحدہ بنائیں۔یہ شعبہ صدر کے پاس نہیں ہونا چاہئے۔

مہتمم صحت جسمانی کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ یہاں مسجد کے قریب خدّام کی اِن ڈور گیم کا انتظام ہونا چاہئے۔اس طرح خدام کا مسجد سے رابطہ رہے گا۔نمازوں کی حاضری بڑھ جائے گی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کھیلوں کا ایک مقصد یہ ہے کہ صحت اچھی ہو اور دوسرا یہ کہ تربیت ہو۔

مہتمم مال سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خدام کے ماہانہ چندہ ،کمانے والے خدام کی تعداد اور چندہ دینے والے خدام کی تعداد کا تفصیلی جائزہ لیا اور فرمایا اپنی مجلس شوریٰ میں چندہ کے معیار پر نظر ثانی کریں آپ کے خدام کے چندہ کا معیار کم ہے۔شوریٰ اگر چندہ بڑھانے میں راضی ہوتی ہے تو بڑھا لیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آپ کے اجتماع میں ہر شعبے کے اخراجات کا بجٹ علیحدہ ہونا چاہئے اور سیکرٹری مال کو اس کا علم ہونا چاہئے۔

مہتمم تعلیم کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality,
Conveyancing & Employment,
Welfare Benefits, Personal Injury,
Family & Ancillary Proceedings,,
Wills & Probate, Criminal Litigation .
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398

فرمایا کہ خدام کا نصاب مقرر کر کے باقاعدہ امتحان لیں۔حضور انورایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا آپ اس ملک میں رہ رہے ہیں۔ سویڈش زبان استعمال کریں ۔آپ کے اجتماعات اور اجلاسات میں سویڈش زبان میں بھی تقاریر ہوں۔فرمایا اجتماع میں تلقین عمل کا پروگرام رکھا کریں۔علماء کی تقاریر رکھا کریں۔ مبلغ کی تقریر بھی ہو جو سویڈش زبان میں ہو۔

مہتمم تربیت کو فرمایا نمازوں کی حاضری کی طرف توجہ دیں آپ کو پتہ ہونا چاہئے کہ کتنے خدام ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور قرآن کریم پڑھنے والے کتنے ہیں۔جو مسجد نہیں آتے ان کو پیار سے سمجھائیں۔آپ کے پاس سارا Data اکٹھا ہونا چاہئے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا جو آپ کی بات نہیں مانتے ان کے کسی دوست کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ اس سے رابطہ کرے اور اس کا مسجد سے رابطہ قائم کروائے۔

شعبہ اشاعت کو حضور انور نے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ خدام کے رسالہ کا نام جو"الطارق" ہے یہ اسی طرح رسالہ پر لکھیں اور بریکٹ میں اس کا ترجمہ دے دیا کریں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا رسالہ میں مواد سویڈش زبان میں ہونا چاہئے ۔فرمایا اس رسالہ کو email کرنے کے علاوہ باقاعدہ پرنٹ بھی کریں اور خدام کو بھجوائیں۔اس میں قرآن کریم کی آیت اُس کی تشریح ، حدیث نبویؐ اور اس کی تشریح اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اقتباس دیں ۔اسی طرح خلیفہ ٔوقت کے خطبات میں سے مواد لے کر ترجمہ کر کے دیا کریں۔

مہتمم اطفال کو حضور انور نے ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: سٹاک ہالم کی مسجد کو بھی مستعد کریں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا خدام کی نیشنل عاملہ کے ممبران گوتھن برگ کے علاوہ حسب ضرورت دوسری مجالس، مالمو اور سٹاک ہالم وغیرہ سے بھی لئے جاسکتے ہیں۔آجکل بذریعہ فون اور Email بآسانی رابطے ہو جاتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مہتمم اطفال کو ہدایت فرمائی کہ آپ اپنا نائب مہتمم اطفال Malmo میں بنا سکتے ہیں اور دوسرے سیکرٹریان بھی لے سکتے ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ مہتمم امور طلباء بھی بنائیں۔

مہتمم تبلیغ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہدایت فرمائی کہ تبلیغ کی ایسی پاکٹ تلاش کریں جہاں دوسرے ممالک سے آنے والے لوگ آباد ہیں۔فرمایا یہاں کے لوگوں میں بھی تبلیغ کریں۔فرمایا تبلیغ کے لئے ذاتی رابطے ہونے ضروری ہیں۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا عربوں کو عربی زبان میں لٹریچر دیں شروع میں چھوٹا لٹریچر دیں۔زیادہ دلچسپی رہے تو تو پھر بڑی کتب مطالعہ کے لئے دیں۔

حضور انور نے صدر صاحب خدام الاحمدیہ کو ہدایت فرمائی کہ اگر عاملہ کے ممبران میں کوئی سویڈش بھی ہے تو پھر عاملہ کے اجلاس میں اس کے لئے سویڈش ترجمہ کا انتظام ہونا چاہئے۔اگر ساری عاملہ کو سویڈش آتی ہے تو پھر **مجلس عاملہ کی کارروائی** سویڈش زبان میں ہو۔

نیشنل مجلس عاملہ خدام الاحمدیہ کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ ۶ بجکر ۲۵ منٹ تک جاری رہی۔میٹنگ کے آخر پر عاملہ کے ممبران نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت حاصل کی۔

مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کے ساتھ میٹنگ

اس کے بعد 6:30 منٹ پر نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ سویڈن کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ میٹنگ شروع ہوئی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ عاملہ کی ممبران سے باری باری اُن کے عہدوں کا تعارف حاصل کیا۔اوران کے پروگراموں اور کام کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ساتھ ساتھ ہر عہدیدار کو ہدایات سے نوازا اور مختلف امور میں ان کی رہنمائی فرمائی۔

نیشنل مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ کے ساتھ میٹنگ ساڑھے سات بجے تک جاری رہی۔اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کچھ دیر کے لئے مسجد ناصر گوتھن برگ کے بیرونی علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے۔قریباً بیس منٹ کی سیر کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز واپس تشریف لائے۔

آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد ناصر گوتھن برگ میں تشریف لا کر مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

15/ستمبر 2005ء بروز جمعرات:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد ناصر گوتھن برگ میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔

صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور مختلف دفتر امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔

دو بجے حضور انور نے مسجد ناصر گاتھن برگ میں ظہر وعصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔بعد از سہ پہر حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی اور دفتری امور سرانجام دئے۔پانچ بج کر چالیس منٹ پر حضور انور اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور کچھ دیر مسجد ناصر کے بیرونی علاقہ میں پیدل سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ چھ بجے حضور انور سیر سے واپس تشریف لائے۔

واقفین نو بچوں کی کلاس

سوا چھ بجے واقفین نو بچوں کی کلاس شروع ہوئی۔پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم فرحان رشید نے کی۔اس کا اردو ترجمہ عزیزم سلیمان تقی نے پیش کیا۔حضور انور نے عزیزم سلیمان تقی سے دریافت فرمایا کہ اردو پڑھنی آتی ہے۔فرمایا بڑا اچھا ترجمہ پڑھا ہے کمال کر دیا ہے۔حضور انور نے کلاس کے بچوں سے بھی دریافت فرمایا کہ کس کس کو اردو پڑھنی آتی ہے۔حضور نے فرمایا جس طرح اس بچے نے اردو زبان سیکھی ہے تو باقی بچے بھی اسی طرح سیکھ سکتے ہیں۔

حضور انور نے بچوں سے فرمایا آپ سب اردو زبان سیکھیں۔آپ نے کل کو بڑے ہونا ہے۔حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰ ۃ والسلام کی اردو کتب پڑھنی ہیں۔پھر ان کتب کے تراجم کرنے ہیں۔اس لئے آپ کو اردو آنا ضروری ہے۔ضروری نہیں کہ سب ڈاکٹر ہی بنیں۔

بعد ازاں عزیزم کاشف ورک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی اور عربی متن پڑھا جس کا اردو ترجمہ عبدالمالک نے پڑھ کر سنایا۔اس کے بعد عزیزم عیسیٰ یحییٰ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ؎

کیوں عجب کرتے ہو گر مَیں آ گیا ہو کر مسیح
خود مسیحائی کا دم بھرتی ہے یہ باد بہار

حضور انور ایدہ اللہ نے نظم کی تشریح آسان زبان میں فرمائی اور بچوں کو اس نظم کا مضمون اور معانی سمجھائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت صاحبزادہ عبداللطیف صاحب شہید رضی اللہ عنہ کی قادیان آمد اور احمدیت قبول کرنے کا واقعہ بیان فرمایا۔پھر آپ کی شہادت کے بارہ میں بھی حالات بیان فرمائے کہ آپ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا۔آپ خدا کا خوف رکھتے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو قبول کیا، استقامت دکھائی اور شہادت کا عظیم رتبہ پایا۔

حضور انور نے بچوں سے دریافت فرمایا کہ آپ نے بڑے ہو کر کیا بننا ہے؟ فرمایا کتنے ہیں جنہوں نے مبلغ بننا ہے، کتنے ہیں جنہوں نے ڈاکٹر، انجینئر، وکیل اور ٹیچر بننا ہے۔اور کتنے ایسے ہیں جنہوں نے کمپیوٹر سائنس میں جانا ہے۔حضور انور نے فرمایا آپ میں سے ہر ایک کو دین کا علم ہونا ضروری ہے۔

اس کے بعد عزیزم اسامہ سلیم نے 'آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے شفقت' کے موضوع پر تقریر کی جس کے بعد عزیزم اعزاز یوسف نے 'حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عشق رسول' کے عنوان پر تقریر کی۔حضور انور نے بچوں سے پوچھا کیا آپ کو اس کی سمجھ آئی ہے۔حضور انور نے فرمایا جتنا عشق اور پیار حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا اس کی مثال نہیں ملتی۔مخالفین آپؑ پر غلط الزام تراشی کرتے ہیں۔

اس کے بعد بچوں کے ایک گروپ نے کورس کی شکل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ کے منتخب اشعار پڑھ کر سنائے۔ جس کا اردو ترجمہ عزیزم ورود رشید نے پیش کیا۔

پروگرام کے آخر پر عزیزم فراز جان ظفر نے 'مسجد ناصر گاتھن برگ، سویڈن' کا تعارف کروایا اور ساتھ ساتھ سکرین پر مسجد کی تعمیر اور افتتاح وغیرہ کی تصاویر بھی دکھائی گئیں۔

کلاس کے آخر پر حضور انور نے ان بچوں کو قلم عطا فرمائے جنہیں اس سے قبل قلم نہیں ملے تھے۔سات بجے یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔

واقفاتِ نَو بچیوں کی کلاس

اس کے بعد واقفات نو بچیوں کی حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزہ رافعہ سجاد نے کی ۔اس کا اردو ترجمہ عزیزہ سائرہ سوسن نے پیش کیا ۔بعد ازاں عزیزہ شہلہ نور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ پیش کی جس کا اردو ترجمہ عزیزہ لبنیٰ احمد نے پیش کیا۔بعد ازاں عزیزہ مفلحہ رشید نے ثاقب زیروی صاحب مرحوم کی نظم ؎ فلک گیر ہے اب صدائے خلافت پیش کی۔اس کے بعد ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے عنوان پر عزیزہ کاشفہ لون نے اور'' قرآن اور آداب تلاوت'' کے موضوع پر عزیزہ آمنہ سلیم نے تقاریر کیں۔'' قدرت ثانیہ ایک عظیم نعمت ہے'' کے عنوان پر عزیزہ درّشہوار نے تقریر کی۔

اس کے بعد بچیوں کے ایک گروپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی قصیدہ یا عین فیض اللہ والعرفان کے منتخب اشعار پڑھ کر سنائے جس کا اردو ترجمہ عزیزہ مبارکہ نے پیش کیا۔

کلاس کے آخر پر حضور انور نے ان بچیوں کو قلم عطا فرمائے جن کو پہلے قلم نہیں ملے تھے۔اس کے علاوہ بچیوں کو حجاب بھی عنایت فرمائے۔ سات بج کر پچاس منٹ پر یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مسجد ناصر گوتھن برگ میں مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ تشریف لے گئے۔

16/ستمبر 2005ء بروز جمعة المبارک:

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز فجر مسجد ناصر گوتھن برگ میں تشریف لا کر پڑھائی۔

صبح حضور انور نے دفتری امور کی سرانجام دہی میں مصروف رہے۔ پروگرام کے مطابق آج سکینڈے نیوین ممالک کی جماعتوں سویڈن، ڈنمارک اور ناروے کا اکٹھا جلسہ سالانہ سویڈن کے شہر گوتھن برگ میں شروع ہو رہا تھا۔ ان تینوں ممالک کا یہ پہلا ایسا جلسہ سالانہ ہے جو مشترکہ ہو رہا ہے۔اور جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی ہے۔ اس جلسہ میں شرکت کے لئے تینوں ممالک کے قافلے بدھ کے روز سے ہی گوتھن برگ پہنچنا شروع ہو گئے تھے۔ایک بڑی تعداد قافلوں کی صورت میں جمعرات کے روز پہنچی۔بعض فیملیز مختلف مقامات سے پانچ صد کلو میٹر سے زائد کا سفر طے کر کے پہنچیں۔مہمانوں کی آمد کا سلسلہ جمعہ سے قبل تک جاری رہا۔لوگ جوق در جوق اس مبارک جلسہ میں شمولیت کے لئے آ رہے تھے اور ان کے چہرے خوشی سے تمتما رہے تھے۔ ہر ایک اپنی سعادت پر خوش تھا کہ ان کو تینوں ممالک کے پہلے ایسے جلسہ میں شرکت کی توفیق مل رہی ہے جس میں حضرت خلیفة المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ رونق افروز ہیں۔ یوں لگتا تھا کہ ان تینوں ممالک کی ساری جماعتیں اُمڈ آئی ہیں۔جلسہ گاہ کے اردگرد کے ہوٹل احمدیوں سے بھرے ہوئے تھے ۔ ایسا کیوں نہ ہوتا ہر ایک کی یہی خواہش تھی کہ جہاں حضور انور کا دیدار حاصل ہو وہاں حضور انور کی موجودگی میں ان انتہائی مبارک ایام سے فیضیاب ہوں اور اس تاریخی جلسہ میں شمولیت سے محروم نہ رہیں۔

ایک بج کر چالیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ سے باہر تشریف لائے اور پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا جبکہ امیر صاحب سویڈن نے سویڈن کا قومی پرچم لہرایا۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی۔

جماعت سویڈن نے جلسہ سالانہ کے انعقاد کے لئے Hisingens نامی جزیرہ میں Eriksberg کے علاقہ میں تین بڑے ہال کرایہ پر حاصل کئے تھے۔ایک ہال مردوں کے لئے، دوسرا لجنہ کے لئے اور تیسرا ہال کھانے کے لئے۔ یہ ہال سمندر کے کنارے پر واقع ہیں۔ پہلے یہ عمارت بحری جہازوں کی مرمت کے لئے استعمال ہوتی تھی اب اس میں تبدیلی لا کر اسے ہوٹل اور کانفرنس ہالز میں بدل دیا گیا ہے۔

مسجد ناصر گوتھن برگ کے بیرونی احاطہ میں پرچم کشائی کی تقریب کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ خطبہ جمعہ اور جلسہ کے افتتاح کے لئے جلسہ گاہ پہنچے جہاں دو بجے حضور انور ایدہ اللہ نے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔

خطبہ جمعہ

آج کا دن جماعت سویڈن کے لئے اس لحاظ سے بھی تاریخی اہمیت کا حامل ہے کہ گوتھن برگ سے خلیفة المسیح کا یہ پہلا ایسا خطبہ ہے جو MTA کے ذریعہ دنیا بھر میں Live نشر ہوا ہے۔اس خطبہ جمعہ کے ساتھ ہی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ سکینڈے نیوین ممالک کا افتتاح بھی فرمایا۔اس طرح جماعت سویڈن کی تاریخ میں یہ پہلا ایسا جلسہ سالانہ ہے جس میں حضور انور کے خطابات MTA پر Live نشر ہوئے۔الحمدللہ۔(حضور انور کے خطبہ جمعہ کا متن حسب دستور علیحدہ شائع ہو رہا ہے)۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

خطبہ جمعہ ارشاد فرمانے کے بعد تین بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ وعصر جمع کر کے پڑھائیں ۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ مسجد ناصر گوتھن برگ تشریف لے آئے اور فیملی و انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔آج گوتھن برگ ، سٹاک ہالم، کالمار اور Jonkoping کی جماعتوں سے آنے والی 26 فیملیز کے 74 افراد نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کی سعادت حاصل کی اور تصاویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔ یہ ملاقاتیں رات آٹھ بجے تک جاری رہیں۔

سوا آٹھ بجے حضور انور نے مسجد ناصر گوتھن برگ میں

مغرب وعشاء کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد **تقریب آمین** ہوئی جس میں حضور انور نے چار بچوں اور دس بچیوں سے قرآن کریم کا کچھ حصہ سنا اور آخر پر دعا کروائی۔ بچے اور بچیاں اپنے اپنے قرآن کریم ساتھ لے کر آئے تھے۔حضور انور نے ازراہ شفقت باری باری ان سب کے قرآن مجید پر اپنے دستخط فرمائے۔تقریب آمین کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

سویڈن کے نیشنل ٹی وی چینل میں کوریج

آج سویڈن کے نیشنل ٹی وی چینل TV4 نے حضور انور کی سویڈن آمد، مسجد کی توسیع اور نئی تعمیر اور جلسہ سالانہ کے حوالہ سے خبریں نشر کیں۔اس ٹی وی نے دن میں تین مختلف اوقات میں اپنی خبروں میں بتایا کہ گوتھن برگ سویڈن کی پہلی مسجد جس کی نئی تعمیر کا اب افتتاح ہو رہا ہے اسلام میں ایک اقلیت گروپ سے تعلق رکھتی ہے۔اور یہ باقاعدہ واحد اور صحیح مسجد ہے۔ان دنوں احمدی احباب دل کی گہرائیوں سے اپنے امام کی آمد کے منتظر تھے۔ان کے پاس کوئی معمولی انسان نہیں آیا بلکہ خلیفۃ المسیح خود اُن سے ملنے آئے ہیں جو کہ احمدیہ جماعت کے روحانی مذہبی رہنما ہیں۔

اس کے بعد مسجد ناصر سویڈن کا منظر دکھایا گیا اور مسجد کے اندر کا حصہ بھی دکھایا گیا اور ساتھ بتایا گیا کہ عنقریب خلیفۃ المسیح نماز پڑھانے آئیں گے۔اس کے بعد حضور انور کو مسجد میں آتے دکھایا گیا اور ساتھ بتایا گیا کہ خلیفۃ المسیح نماز پڑھانے تشریف لائے ہیں۔بتایا گیا کہ سویڈن میں قریباً آٹھ صد احمدی مسلمان ہیں۔اسی طرح گوتھن برگ میں دوسرے فرقوں کے تیس ہزار مسلمان ہیں لیکن گوتھن برگ کی مسجد واحد احمدیہ مسجد ہے۔اس دوران حضور انور کو نماز پڑھاتے دکھایا جاتا رہا۔نماز کے بعد حضور انور کو مسجد سے باہر جاتے ہوئے بھی دکھایا گیا۔

خبروں میں یہ بھی دکھایا گیا کہ احمدیت کو ماننے والے پورے سکینڈے نیویا سے یہاں گوتھن برگ پہنچ رہے ہیں اور اس وقت کی نماز صرف ایک نمونہ ہے۔مگر اس کے باوجود جو یہاں موجود ہیں ان کے لئے بہت بڑا Experience ہے۔خبروں میں سویڈن کے ایک پروفیسر اوکے ساندر (Ake Sander) کا انٹرویو بھی دکھایا گیا جس نے کہا کہ یہاں گوتھن برگ میں ایک چھوٹی سے جماعت ہے جو شاید پانچ صد کے قریب ہو لیکن یہ ایک بہت بڑی مسجد بنانے میں کامیاب ہوگئی ہے۔

سویڈن کے **نیشنل ٹی وی چینل TV2** نے بھی اپنی خبروں میں حضور انور کی سویڈن میں آمد اور جلسہ سالانہ کے انعقاد کا ذکر کیا۔ اس چینل نے اپنی خبروں میں بتایا کہ گوتھن برگ میں احمدیہ مسلم جماعت کے قریباً چار صد ممبر رہتے ہیں جو کہ اسلام میں ایک فرقہ ہے۔ان کے سب سے بڑے مذہبی رہنما گوتھن برگ تشریف لائے ہیں اور اپنی جماعت کی مسجد کو بھی وزٹ کر رہے ہیں۔توسیع کے ساتھ اس نئی تعمیر ہونے والی مسجد کا دوبارہ افتتاح ہو رہا ہے۔

اس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ شروع ہو رہا ہے جس میں تمام سکینڈے نیویا سے احمدی شریک ہو رہے ہیں۔ گوتھن برگ کی جماعت اس بات کو اپنے لئے باعث فخر اور بہت بڑا اعزاز سمجھتی ہے کہ ان کے پانچویں خلیفہ ان کے پاس جلسہ میں تشریف لائے ہیں۔ احمدیہ جماعت گوتھن برگ اپنے خلیفہ کا استقبال کرنا اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتے ہیں۔ خلیفۃ المسیح دوصد ملین احمدیوں کے مذہبی رہنما ہیں۔ان خبروں کے درمیان حضور انور کو خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے دکھایا جاتا رہا۔

خبروں میں بعض انٹرویوز کے حوالہ سے بتایا گیا کہ احمدیت وہ واحد اسلامی فرقہ ہے جو کہ امن پسند ہے اور قیام امن کے لئے کوشش کرتا ہے۔ گوتھن برگ میں ہفتہ کی شام منعقد ہونے والی تقریب کے بارہ میں بتایا گیا کہ اس میں بہت سے ممبر پارلیمنٹ اور دوسرے مہمان شامل ہو رہے ہیں۔ جماعت احمدیہ کے سلوگن ''محبت سب سے نفرت کسی سے نہیں'' کے بارہ میں بتایا گیا۔

نیشنل ٹی وی TV4 نے اپنی شام کی خبروں میں بعض مزید امور کا اضافہ کیا اور گوتھن برگ کی احمدیہ مسجد ناصر کے بارہ میں کہا گیا کہ اس مسجد کے بارہ میں ہم مزید بتائیں گے جہاں ہمارا نمائندہ گیا تھا۔ بتایا گیا کہ کل گوتھن برگ کی توسیع ہونے والی نئی مسجد کا دوبارہ افتتاح ہو رہا ہے۔ یہ مسجد مسلمانوں کے ایک چھوٹے سے گروپ کی ہے لیکن زیادہ تر مسلمانوں کے پاس کوئی مسجد نہیں ہے۔ گوتھن برگ کی مسجد ناصر کے بارہ میں شاید کوئی کہے کہ یہ مسجد تمام مسلمانوں کی مسجد ہے لیکن ایسا نہیں ہے۔ یہ احمدیوں کی مسجد ہے۔ مسجد ناصر کی تصویر سکرین پر مسلسل دکھائی جاتی رہی۔

اس کے بعد ایک سکول کی عمارت دکھائی گئی اور بتایا گیا کہ یہ وہ جگہ ہے جہاں دوسرے مسلمان نماز پڑھتے ہیں۔ جرنلسٹ نے بتایا کہ اور بھی کئی ایسی جگہیں ہیں جہاں مسلمان نماز ادا کرتے ہیں۔ اگر کوئی مسجد انہیں بھی مل جائے تو یہ ان کے لئے بہت اہم بات ہوگی۔

اس کے بعد بتایا گیا کہ مسلمانوں کا مسجد کا پلان کافی دیر سے ہے لیکن مسئلہ مالی امور کا ہے۔ اب ان کی مسجد کمیٹی عرب ممالک سے گفت وشنید کر رہی ہے۔ جرنلسٹ نے ایک مسلمان امام سے پوچھا کہ کیا دس سال تک آپ کی کوئی مسجد بن جائے گی جس پر امام نے بتایا کہ وہ امید کرتے ہیں۔اس کے ساتھ ہی جماعت احمدیہ کی مسجد ناصر گوتھن برگ دکھائی گئی اور بتایا گیا کہ یہ 70ء کی دہائی میں بنائی گئی اور احمدیہ جماعت کے ممبرز نے خود اس کا سارا خرچ برداشت کیا۔ بظاہر یوں لگتا ہے کہ احمدی لوگ گوتھن برگ کے 30 ہزار مسلمانوں سے زیادہ امیر ہیں۔اب کچھ عرصہ قبل اس مسجد کی توسیع ہوئی ہے اور نئی تعمیر ہوئی ہے مگر اس کا افتتاح اس انتظار میں نہ کیا گیا کہ جماعت کے عظیم خلیفہ آئیں تو اس کا افتتاح فرمائیں۔ یہاں حضور انور کو نماز پڑھاتے ہوئے دکھایا گیا۔

اس کے بعد جلسہ سالانہ کی خبر دی گئی اور آخر پر بتایا گیا کہ ایک وزیر Lena Hellengren بھی وزٹ کرنے آرہی ہے اور ہفتہ کی شام چھ بجے مسجد کے افتتاح کے لئے تقریب ہوگی۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان ٹی وی چینلز نے اپنی خبروں میں نصف سے زائد وقت حضور انور کی سویڈن میں آمد اور مسجد اور جلسہ کے پروگرام کے بارہ میں دیا ہے۔ ڈنمارک کی طرح سویڈن میں بھی حضور انور کے مبارک قدم پڑتے میڈیا اور پریس نے کھلی بانہوں سے حضور انور کا استقبال کیا ہے اور اپنے دل احمدیت کے پیغام کے لئے کھول دئے ہیں جبکہ پہلے کبھی اس طرح نہیں ہوا۔ الحمدللہ ثم الحمدللہ۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

خصوصی درخواست دعا

احباب جماعت سے پاکستان میں جملہ اسیران راہ مولا کی جلد از جلد باعزت رہائی نیز مختلف مقدمات میں ملوث افراد جماعت کی باعزت بریت کے لئے دردمندانہ درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے ان بھائیوں کو اپنی حفظ وامان میں رکھے اور ہر شر سے بچائے۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِي نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ۔

مسیحا کے نگر میں

انذاری نشاں ملتے ہیں موسم کی نظر میں — اے کاش کہ یاد آئے خداخوف وخطر میں
زیبا نہیں انسان کو خالق کو بُھلا دے — حد درجہ خسارہ ہے رعونت کے سفر میں
بنتے ہیں سزا اُن کے لئے پانی، ہوا، آگ — جو بندے خدا ہو گئے خود اپنی نظر میں
جھٹکوں سے زلازل کے ہلاتا ہے زمیں کو — شاید کہ سعادت ہو کہیں نوعِ بشر میں
مولا کی حفاظت کے سوا امن نہیں ہے — مضبوط عمارات میں نہ مٹی کے گھر میں
بھڑکا دے نہ غفلت کہیں قاہر کے غضب کو — آجائے نہ دُنیا کہیں قدرت کی پکڑ میں
انجام سے آگاہی نے بے چین کیا ہے — اک درد سا رہتا ہے مرے قلب وجگر میں
اب صدق سے آجاؤ یہیں چین ملے گا — اب خیر اگر ہے تو مسیحا کے نگر میں

(امۃ الباری ناصر)

جماعت احمدیہ برازیل کے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: وسیم احمد ظفر۔مبلغ انچارج برازیل)

اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ جماعت احمدیہ برازیل کو مؤرخہ 23-24 اپریل 2005ء کو اپنا بارہواں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق ملی.

ایک دعوت نامہ تیار کر کے ڈاک کے ذریعہ اور انفرادی طور پر جلسہ میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ اخباری روابط سے بھی فائدہ اٹھایا گیا چنانچہ جلسہ سالانہ سے قبل ہمارے شہر Petropolis کی دو اخباروں کو انٹرویو دیا۔ دونوں اخبارات Diario de Petropolis اور Tribuna de Petropolis نے جماعت کے تعارف کے ساتھ خبریں دیں۔ اسی طرح ایک دوسرے شہر Teresopolis کی ایک اخبار Gazete de Teresopolis۔اور ایک اور اخبار Journal de Teresopolis نے بھی انٹرویوز کے بعد خبریں دیں۔ ایک اور شہر Nova Friburgo کی ایک اہم اخبار نے بہت تفصیل کے ساتھ قریباً نصف صفحہ کی خبر دی اور اسلام اور احمدیت کا تعارف کروایا۔ الحمدللہ۔اسی طرح جلسہ سالانہ کے بعد ہمارے شہر کی ایک اخبار نے جلسہ کی کارروائی پر مبنی رپورٹ تصویروں کے ساتھ شائع کی۔

جلسہ سالانہ پر ہمیشہ ایک نمائش کا بھی انتظام کیا جاتا ہے جس میں قرآن کریم کے تراجم اور دیگر متفرق لٹریچر، تصاویر وغیرہ رکھی جاتی ہیں۔

یہ جلسہ دو روز کا تھا۔ ہفتہ مؤرخہ 23 اپریل کو صرف جماعت کے ممبرز کا اجلاس تھا۔اس کی صدارت خاکسار نے کی ۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مبارک احمد معین صاحب مبلغ سلسلہ برازیل نے نظامِ جماعت سے متعلق تقریر کی ۔اسی طرح مکرم سیّد محمود احمد صاحب نے بھی متفرق امور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا اور نوجوانوں کو نصائح فرمائیں ۔خاکسار نے اپنی گزارشات میں جلسہ سالانہ کی اہمیت بتائی اور اسکی برکات سے آگاہ کیا۔ دعا کے بعد یہ اجلاس ختم ہوا۔

ہمارا یہ طریق ہے کہ ہر سال اختتامی اجلاس کے لئے کوئی ایک موضوع مقرر کرتے ہیں اور پھر دوسرے مذاہب کے نمائندگان کو بھی بلاتے ہیں جو اس موضوع سے متعلق اپنے اپنے مذہب کی تعلیم کی روشنی میں اظہار خیال کرتے ہیں۔ چنانچہ دنیا کے موجودہ حالات کے پیشِ نظر ''امن کا راستہ'' موضوع رکھا گیا۔ ہماری دعوت پر مختلف مذاہب اور فرقوں سے تعلق رکھنے والے پانچ نمائندگان نے شرکت کی اور اپنے اپنے خیالات کا اظہار بھی کیا۔۔

اجلاس میں ۱۰۰ افراد نے شرکت کی جن میں سے ۸۰ مقامی غیر مسلم افراد تھے جو متفرق مذاہب سے تعلق رکھتے تھے۔

اس اجلاس کا آغاز خاکسار (وسیم احمد ظفر) کی صدارت میں شروع ہوا جبکہ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض مکرم سید محمود احمد صاحب نے سرانجام دئے اور ہر ایک کا تعارف بھی کروایا۔ تلاوتِ قرآن کریم اس کے ترجمہ اور نظم کے بعد مکرم ندیم احمد طاہر صاحب نے جماعت احمدیہ کے عقائد کے موضوع پر تقریر کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد سے متعلق بتایا۔ امریکہ سے ہمارے مہمان مکرم ظریف احمد صاحب نے بھی مختصر تقریر کی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعض پیشگوئیوں کا بھی ذکر کیا۔ خاکسار نے اپنی تقریر میں جلسہ کے موضوع ''امن کا راستہ'' سے متعلق بتایا کہ اسلام ہی امن کا راستہ ہے اور اسلام کی تعلیم پر چل کر ہی امن قائم ہوسکتا ہے۔

مکرم سیّد محمود احمد صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق بائبل کی پیشگوئیوں کا ذکر کیا اور تفصیل سے بتایا کہ جس عظیم نبی نے آنا تھا وہ آچکا ہے۔ اسی طرح ایک اہم تقریر ہمارے برازیلین بھائی مکرم عبدالرشید صاحب نے جہاد سے متعلق اسلامی تصور کے موضوع پر کی۔

اجلاس کے آخر پر غیر مسلم نمائندہ مقررین کو کتب 'اسلامی اصول کی فلاسفی' اور 'مسیح ہندوستان میں' تحفہ کے طور پر دی گئیں۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کے نیک اثرات مرتب فرمائے۔ آمین

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

نیوٹن کے علمی مجادلے اور اہم ایجادات

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8 ستمبر 2004ء میں مکرم محمد زکریا ورک صاحب کے قلم سے عظیم سائنسدان ڈاکٹر سر آئزک نیوٹن (1727-1642ء) کی علمی ترقیات کے حوالہ سے ایک مضمون شائع ہوا ہے۔

نیوٹن کا نام سنہری الفاظ میں لکھے جانے کی وجہ اُس کے دریافت کردہ قوانین ہیں یعنی قوانین حرکت، کشش ثقل کا آفاقی قانون، نیچر آف لائٹ (علم ناظر) اور کیلکولس کی ایجاد ہے۔ اسی طرح اس کی تین کتابیں بھی ہر لائبریری کی زینت ہیں یعنی پرنسپیا، ڈی اینالائیزی اور آپٹکس۔ یہ کتب فی الحقیقت روشنی کی قندیلیں ہیں۔

تاہم اُس کی پُرآشوب زندگی کے بعض پہلوؤں پر زیادہ روشنی نہیں ڈالی گئی یعنی اس کے مذہبی عقائد اور تین ناقابل فراموش علمی مجادلے۔ نیوٹن کا تعلق عیسائی فرقہ ایرین Arian سے تھا۔ اس نے بائبل کا گہرا مطالعہ کر کے نوٹس بھی تیار کئے تھے جو کنگز کالج کی لائبریری میں موجود ہیں۔ وہ بائبل میں بیان کردہ بعض باتوں (مثلاً پانی کو وائن میں بدلنا اور ورجن برتھ وغیرہ) کو ناقابل فہم سمجھتا تھا لیکن تثلیث کے عقیدہ کو قطعی طور پر خلاف منطق کہتا تھا اور اس عقیدہ کے باطل ہونے پر اس نے کئی دلائل بھی اکٹھے کئے تھے۔ یہ عقیدہ اس کے نزدیک خدا کی ہتک تھا جس کا آغاز 325ء میں کونسل آف نیسیا Nicea سے ہوا جس میں یہ طے پایا کہ خدا اور مسیح ایک ہی مادہ سے تخلیق ہیں۔ بعد میں یہ کیتھولک فرقہ کا بنیادی عقیدہ بن گیا۔

نیوٹن خدا کی ہستی پر مکمل یقین رکھتا تھا۔ اس کا ایمان تھا کہ خدا اور یسوع ایک ہی چیز سے تخلیق شدہ نہیں ہو سکتے بلکہ یسوع کو خدا نے بنایا تھا۔ نیوٹن کی طویل مذہبی تحقیق اُس کی وفات کے بعد 1733ء میں Observations upon the Prophecies of Daniel کے نام سے شائع ہوئی۔ اسی طرح اس نے ایک ضخیم مقالہ ''ہسٹری آف چرچ'' تیار کیا جس کا کچھ حصہ یونیورسٹی لائبریری یروشلم میں محفوظ ہے۔ اس نے بائبل کے ٹیکسٹ کو analyse کرنے کے لئے سائنسی اصولوں کی طرز پر پندرہ اصول وضع کئے۔ اس کو اینگلیکن چرچ کے عقائد سے بھی سخت اختلاف تھا لیکن اس کا اس نے اعلانیہ اظہار نہ کیا تا کہ اُس کو یونیورسٹی اور دیگر سائنسی اداروں سے نکال نہ دیا جائے۔

وہ بائبل میں مذکور تخلیق کائنات کی روداد پر مکمل یقین رکھتا تھا یعنی یہ کہ دنیا کی تخلیق خدا نے سات روز میں کی اگرچہ یہ دن ایک ہی مدت کے نہ تھے۔ اسی طرح بائبل میں مذکور تمام نسلوں کے ذکر کے پیش نظر اس کے حساب کے مطابق دنیا کی عمر پانچ ہزار سال تھی۔

اس کے نزدیک بائبل میں تحریف ہو چکی تھی۔ اُس کا اعتقاد تھا کہ صرف خدا ہی Supreme تھا اور یسوع مسیح خدا نہیں تھا۔ اس کے مذہبی عقائد کے مطابق خدا ہر چیز میں موجود ہے، خدا فطرت کا حصہ ہے اور خدا کے کلام اور اس کے کام (سائنس) میں تضاد نہیں ہے۔

وہ عبادت کے لئے چرچ نہ جاتا تھا۔ بائبل اور تھیالوجی کے موضوع پر اس نے ایک ملین الفاظ لکھے۔ اُس کے ایک ٹریکٹ کا عنوان تھا: Two Notable Corruptions of Scriptures۔ اس کے پاس تھیالوجی کے موضوع پر 416 کتب تھیں۔

ٹرینیٹی کالج میں سارے سکالرز اور پروفیسر غیرشادی شدہ تھے، شاید ان پر پادریوں کا اثر تھا اس لئے نیوٹن نے بھی ساری عمر شادی نہ کی۔

نیوٹن کو کیمیا کے مطالعہ اور کیمیائی تجربات کرنے کا بہت شوق تھا۔ کیمیا کے مطالعہ کے دوران ہی اس نے کشش ثقل، حرکت اور علم بصریات کے قوانین وضع کئے۔

اس کا نفسیاتی مطالعہ بتلاتا ہے کہ اسے باپ کا پیار نہ ملا اور نہ ہی اس نے بدلہ میں کسی کو پیار دیا۔ جب وہ پچاس سال کی عمر میں Master of the Mint بن کر لندن گیا تو شہر میں اس وقت جعل ساز بہت تھے جو جعلی نوٹ بنا کر حکومت کو نقصان پہنچاتے تھے۔ ایسے مجرم گرفتار ہو کر جب پھانسی لگائے جاتے تو نیوٹن بھی وہاں موجود ہوتا تھا حالانکہ اس کی سرکاری ذمہ داریوں میں یہ شامل نہ تھا۔ وہ ظریف الطبع نہ تھا۔ زندگی میں وہ صرف ایک بار اونچی آواز میں قہقہہ لگا کر ہنسا جب کسی نے اس سے استفسار کیا کہ اقلیدس جیسے عظیم ہندسہ دان سے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا؟

وہ فطرتاً تنہائی پسند تھا۔ کیمبرج یونیورسٹی میں اس نے سائنسی مضامین کا انتخاب ارادۃً اس بناء پر کیا تا وہ تنہائی میں وقت گزار سکے۔ ایک بار جب اس کی عظیم دریافتوں کے بارہ میں پوچھا گیا تو اس نے جواباً کہا: Truth is the offspring of silence and unbroken meditation.

اس کے صرف دو جگری دوست تھے۔ پہلا John Wickens تھا اور دوسرا Fabio Nicholas جو اس سے عمر میں چھوٹا اور قابل ریاضی دان تھا۔ نیوٹن اور فابیو، دونوں کو کیمسٹری سے شغف تھا اس لئے بہت سارے تجربات دونوں نے مل کر کئے۔ فابیو نے نیوٹن کے حق میں متعدد سائنسی مضامین بھی تحریر کئے۔

سائنسی انکشافات اور نئے حقائق کو اخفاء میں رکھنا نیوٹن کی فطرت میں ودیعت تھا چنانچہ بہت سے آئیڈیاز پر اس نے جو تحقیق کی، اس کا اظہار اس نے نہیں کیا۔ اس کو نزاع اور قضیہ کی ناپسندیدگی نے مغلوب الغضب بنا دیا تھا، تنہا رہنے سے اُسے مالیخولیا بھی ہو گیا تھا اس کے باوجود اُس کی قسمت کا ستارہ کیمبرج یونیورسٹی کے ٹرینٹی کالج میں خوب ہی چمکا۔ وہ نہایت ذہین و فطین انسان تھا جو رفتہ رفتہ ترقی کے زینہ پر چڑھتا رہا کیونکہ اس نے ایسے عمر رسیدہ سکالرز سے دوستی کی اور ان کو اپنی ذہانت سے متاثر کیا جو اُس کی قسمت کا فیصلہ کرنے پر قدرت رکھتے تھے۔ چنانچہ 1669ء میں صرف 27 سال کی عمر میں اسے Lucasian پروفیسر کا اعلیٰ عہدہ پیش کیا گیا۔

ایک بار جب کسی سائنسدان نے اپنے خیالات شائع کئے تو وہ نیوٹن کی ایسی تحقیق کے مطابق تھے جو اُس نے خفیہ رکھی ہوئی تھی۔ اس واقعہ کے بعد وہ رائیل سوسائٹی کا 1672ء میں ممبر بن گیا تا دوسرے سکالرز کے آئیڈیاز سے خود کو آگاہ رکھ سکے کیونکہ اس سوسائٹی میں سکالرز اپنی ریسرچ پر کھلم کھلا بحث اور ایک دوسرے کے خیالات پر تنقید کیا کرتے تھے۔

لیکن اس کا منفی پہلو یہ تھا کہ نیوٹن نے بہت سے سائنسدانوں سے جھگڑے بھی مول لئے بلکہ تین عظیم سائنس دانوں سے دلچسپ علمی مجادلے بھی ہوئے۔

پہلا علمی مجادلہ رائیل سوسائٹی کے کیوریٹر رابرٹ Hooke (1635ء-1702ء) کے ساتھ ہوا۔ مسٹر ہک بھی نیوٹن کی طرح اپنے متعلق بہت اعلیٰ وارفع رائے رکھتا تھا۔ وہ نہایت مستعد اور محنتی شخص تھا۔ عمر میں نیوٹن سے سات سال بڑا تھا۔ اس میں تخلیقی وجدان تو تھا مگر بدقسمتی سے تجرباتی استطاعت کم تھی۔ دیکھنے میں وہ بوڑھا لگتا تھا۔ اس کی طبیعت میں حسد بھی بہت تھا۔ وہ دل لگا کر ایک آئیڈیا پر کام نہ کر سکتا تھا۔ اس کے برعکس نیوٹن ایک آئیڈیا پر جب کام شروع کرتا تو کسی تکلیف کی پرواہ کئے بغیر مسلسل پوری دلجمعی سے کام کرتا تھا تاوقتیکہ وہ مطلوبہ نتائج سے بار آور ہو جاتا۔

نیوٹن اور رابرٹ ہک کے درمیان علمی جھگڑا اس وقت ہوا جب نیوٹن نے 1671ء میں رائیل سوسائٹی کو چھ انچ والی جدید ریفلیکٹنگ ٹیلی سکوپ بڑے فخر سے پیش کی جو دنیا میں اپنی نوعیت کی پہلی ٹیلی سکوپ تھی۔

نیوٹن نے اس کا ڈیزائن خود بنایا تھا بلکہ اس کے لینز بھی خود Grind کئے تھے۔ اس نے اس کے ذریعہ عطارد اور اس کے چاند بھی دیکھے تھے اور مشتری بھی دیکھا تھا۔ اس پر ہک نے فوراً دعویٰ کیا کہ وہ چند سال قبل اس سے بہتر ٹیلی سکوپ بنا چکا ہے۔ حالانکہ ایسا نہ تھا۔

کچھ عرصہ بعد جب نیوٹن نے سفید روشنی کے موضوع پر ایک مقالہ لکھا تو ہک نے اُس مقالہ کا تجزیہ کرتے ہوئے نیوٹن کے خیالات ردّ کر دیئے۔ نیوٹن کا خیال تھا کہ روشنی ذرّات پر مشتمل ہوتی ہے جبکہ (فادر آف مائیکروسکوپی) ہک کا کہنا تھا کہ روشنی لہروں پر مشتمل ہوتی ہے (نئی تحقیق کے مطابق دونوں نظریات صحیح ہیں)۔ اس اختلاف پر دونوں نے جی بھر کر زہر اگلا۔ جب سوسائٹی نے دونوں کا مؤقف سنا تو ہک کو مجبور کیا کہ وہ معافی مانگے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ تاہم اس کا نقصان یہ ہوا کہ نیوٹن نے اپنی کتاب Optics تیس سال کے بعد 1704ء میں شائع کی۔ اسی طرح کے کئی واقعات کے نتیجہ میں دونوں کے درمیان نفرت کی دیوار اونچی ہوتی گئی۔ ایک بار نیوٹن نے سوسائٹی سے استعفیٰ دینے کا بھی ارادہ کیا۔ افسوس ہک نے 1702ء میں خود کو پھانسی لگا کر ختم کر لیا۔ دونوں کے درمیان تیس سال تک کشیدگی برقرار رہی۔ نیوٹن کا مشہور مقولہ If I have seen further, it is by standing on the shoulders of giants درحقیقت ہک پر طنز تھا۔

کتاب پرنسپیا کی اشاعت کے بعد نیوٹن کی شہرت چاردانگ عالم میں پھیل گئی۔ اس دوران وہ کیمسٹری کے تجربات میں بھی دن رات مصروف رہا لیکن اس کے نتیجہ میں پارہ اور سیسہ کا زہر مسلسل اُس کے جسم میں جاتا رہا جس کی وجہ سے 1693ء میں اس کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا۔

تین سال بعد وہ کیمبرج سے نقل مکانی کر کے لندن آ گیا اور سائنس سے کنارہ کش ہو گیا۔ دسمبر 1701ء میں پروفیسری سے استعفیٰ دے کر وہ رائل منٹ میں ملازم ہو گیا۔ 1705ء میں وہ ماسٹر آف منٹ بنا دیا گیا۔ اس دوران وہ کیمبرج یونیورسٹی سے دوبارہ ممبر آف پارلیمنٹ بھی منتخب ہوا۔ 1705ء میں اُسے سر کا خطاب ملا اور 1703ء میں رائل سوسائٹی کا صدر بھی بن گیا یہ عہدہ تا وقت وفات اس کے پاس ہی رہا۔

دوسرا علمی مجادلہ برطانیہ کے اوّلین رائل اسٹرانومر جان فلیمسٹیڈ کے ساتھ ہوا۔ دونوں میں مذہبی اعتقادات اور ذاتی نظریات سمیت کئی چیزیں مشترک تھیں۔ دونوں رائل سوسائٹی کے رُکن تھے۔

1694ء میں نیوٹن نے فلیمسٹیڈ سے اپنی Lunar Theory کیلئے اُس کے پچاس کے قریب مشاہدات کا ڈیٹا اس شرط پر حاصل کیا کہ نیوٹن اپنی تھیوری کا ماحصل سب سے پہلے فلیمسٹیڈ کو پیش کرے گا۔ کچھ سال بعد نیوٹن نے شکایت کی کہ اُسے غلط ڈیٹا دیا گیا ہے۔ فلیمسٹیڈ نے چیک کیا تو واقعی اُس سے غلطی ہوئی تھی۔ اس پر نیوٹن نے غصہ میں آکر نہ صرف فلیمسٹیڈ کے ڈیٹا کو دل کھول کر استعمال کیا بلکہ اُس کو کوئی کریڈٹ بھی نہ دیا۔ نیوٹن کا اثر و رسوخ اتنا تھا کہ اُس نے فلیمسٹیڈ کو رائل سوسائٹی سے بھی نکلوا دیا۔ 1719ء میں فلیمسٹیڈ کا انتقال ہو گیا۔

تیسرا علمی مجادلہ کیلکولس کی ایجاد کے سلسلہ میں جرمن ریاضی دان Leibniz کے ساتھ ہوا۔ دونوں عظیم سکالرز تسلیم کئے جاتے ہیں۔ دراصل نیوٹن 1665ء میں کیلکولس دریافت کر چکا تھا لیکن اسے خفیہ رکھا ہوا تھا۔ لائبنیز نے کسی کی مدد کے بغیر 1673ء میں کیلکولس کے فارمولے دریافت کئے۔ ایک پبلشر جان کولنز کے کہنے پر نیوٹن نے لائبنیز کو خطوط لکھے جس میں اپنی دریافت کی کچھ تفصیل بیان کی لیکن کیلکولس کا عمداً ذکر نہ کیا تا کوئی اُس کے آئیڈیاز کو چُرا نہ لے۔

تاہم لائبنیز جلد ہی لندن آیا اور پبلشر جان کولنز کے پاس موجود نیوٹن کے مسودات سے دل کھول کر نوٹس تیار کئے۔ جب نیوٹن کو اس کا علم ہوا تو اُس نے لائبنیز پر سرقہ کا الزام لگایا لیکن لائبنیز کا کہنا تھا کہ اُس نے نیوٹن کے نتائج کو استعمال کیا ہے نہ کہ Method کو۔ دونوں نے اپنی ایجادات پہلے کئے جانے کے ثبوت پیش کئے۔ نیوٹن کا قول ہے: Second Inventor count for nothing. چنانچہ یہ نزاعی مسئلہ چالیس سال تک چلتا رہا۔ پھر نیوٹن نے اس کا فیصلہ کرنے کے لئے گیارہ افراد پر مشتمل کمیٹی قائم کی۔ کمیٹی کی رپورٹ جو نیوٹن کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور اس پر کسی اور کے دستخط بھی نہیں تھے، جب سامنے آئی تو اس میں نیوٹن کو کیلکولس کا موجد قرار دیا گیا تھا۔ لائبنیز نے اس رپورٹ پر کسی غصہ کا اظہار کرنے کی بجائے اس کا مدلل جواب لکھا۔ پھر کئی لوگوں نے دونوں سائنسدانوں میں صلح کروانے کی کوشش کی لیکن نیوٹن کی طبیعت کی وجہ سے ایسا ممکن نہ ہو سکا۔ اس پر 1716ء میں کنگ جارج نے نیوٹن کو حکم دیا کہ وہ لائبنیز کو صلح کا خط لکھے۔ نیوٹن نے خط تو لکھ دیا لیکن یہ بھی الزامات کا پلندہ ہی تھا۔ لائبنیز اُس وقت بیمار اور لاغر ہو چکا تھا اس لئے وہ جواب نہ لکھ سکا۔ اُسی سال گمنامی کی حالت میں اُس کا انتقال ہو گیا اور گمنامی میں ہی دفنا دیا گیا۔ لیکن اس جھگڑے کا ایک فائدہ یہ ہوا کہ سائنسی آئیڈیاز شائع کرنے کا طریق کار طے کیا گیا۔ اب اشاعت کے لئے آنے والا ہر سائنسی مقالہ دو افراد کو بھیجا جاتا ہے جو اُس پر رائے دیتے ہیں۔ اگر وہ تائید کریں تو مقالہ مبسوط ریفرنسز کے ساتھ شائع ہو جاتا ہے ورنہ ردّ کر دیا جاتا ہے۔ یوں علمی سرقہ کے چانسز کم ہو جاتے ہیں اور قطعی طور پر طے ہو جاتا ہے کہ کسی تھیوری کا پیش کرنے والا پہلا شخص کون تھا۔

نیوٹن کی وفات 20 مارچ 1727ء کو ہوئی۔ جنازہ میں رؤسا، وزراء، سکالرز اور عوام شریک تھے۔ اُس کو بڑی تکریم سے ویسٹ منسٹر قبرستان میں دفن کیا گیا۔

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol. 12 | Friday October 28, 2005 | Issue No. 43

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دورۂ یورپ کی مختصر جھلکیاں

گوتھن برگ کے میوزیم کا وزٹ، نیشنل مجلس عاملہ جماعت احمدیہ سویڈن اور ذیلی تنظیموں کی مجالس عاملہ کے ساتھ الگ الگ میٹنگز میں کاموں کا تفصیلی جائزہ اور کارکردگی کو بہتر بنانے کے لئے نہایت اہم ہدایات۔واقفین نو بچوں اور واقفات نو بچیوں کے ساتھ الگ الگ کلاسز کا انعقاد۔ خطبہ جمعہ۔انفرادی و فیملی ملاقاتیں۔سویڈن کے نیشنل ٹی وی چینلز میں حضور انور کے دورہ کی کوریج۔

(گاتھن برگ سویڈن میں حضور انور ایدہ اللہ کی مصروفیات کی مختصر رپورٹ)

(رپورٹ :عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر)

13 ستمبر بروز منگل 2005ء

صبح ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد ناصر گوتھن برگ تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔صبح حضور انور نے ڈاک ملاحظہ فرمائی۔

گاتھن برگ میوزیم کا وزٹ

پروگرام کے مطابق ساڑھے دس بجے حضور انور Gothen Burgs Museum دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔گوتھن برگ شہر کا یہ مرکزی عجائب گھر شہر کے وسط میں Norra Hamn Gatan پر ایسٹ انڈیا کمپنی کی عمارت میں واقع ہے۔ 1833ء میں Natural History سے اس کا آغاز ہوا۔ اور 1861ء میں اس میں سائنس، آرٹس اور انڈسٹری کے متعلق امور بھی شامل کردیئے گئے۔

اس وقت عجائب گھر کے نوادرات کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے اور مختلف عناوین کے تحت نمائش کے لئے رکھا گیا ہے۔

دس بجکر پچاس منٹ پر جب حضور انور میوزیم پہنچے تو میوزیم کے ڈائریکٹر Dr.Gunnar Dahlstrom Ph.D اور ڈپٹی ڈائریکٹر Dr.Lars Arviosso Ph.D نے میوزیم کے مین دروازہ پر حضور انور کا استقبال کیا اور حضور انور کو اپنے ساتھ لے جا کر سارا میوزیم دکھایا۔اس موقع پر ایک گائیڈ Marie Bjork نے ساتھ ساتھ مختلف اشیاء کی تفاصیل بتائیں۔

اس میوزیم میں زمانہ قدیم کی نمائش میں Vikings کا کلچر بھی پیش کیا گیا ہے۔اسی طرح Vikings قوم کی ایک کشتی کا ڈھانچہ بھی ہے جو کھدائی کے دوران زمین میں دبا ہوا ملا تھا۔اسے نمائش کے لئے رکھا گیا ہے۔اسی طرح زمانہ قدیم کے دستیاب شدہ اوزار اور ہتھیار بھی رکھے گئے ہیں۔زمانہ وسطی کی عیسائیت کی مغربی سویڈن میں تاریخ کو محفوظ کیا گیا ہے۔اسی طرح عجائب گھر میں بعض قیمتی نوادرات جمع کئے گئے ہیں۔ان میں ریشم کے کپڑے اور چینی کے برتن شامل ہیں۔

۱۹ ویں صدی کی نمائش والے حصہ میں سویڈن میں ہونے والی انڈسٹریل ترقی کو محفوظ کیا گیا ہے۔گھروں میں استعمال ہونے والی اشیاء، سلائی مشین ٹیلیفون، Tv، ریڈیو، Owen اور کچن وغیرہ میں استعمال ہونے والی مختلف اشیاء محفوظ کی گئی ہیں۔اسی طرح آغاز کے سائیکل، موٹر سائیکل اور کپڑا بنانے کی مختلف مشینیں بھی محفوظ کی گئی ہیں۔

یہ میوزیم مختلف ہالوں پر مشتمل ہے۔اس میوزیم کے ساتھ ایک لائبریری بھی ہے۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو تفصیل کے ساتھ یہ میوزیم دکھایا گیا۔آخر پر میوزیم کی انتظامیہ کی طرف سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا اور ساتھ آنے والے وفد کے لئے چائے وغیرہ کا انتظام کیا گیا تھا۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے میوزیم کے ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر کے ساتھ چائے نوش فرمائی اور ان سے مختلف امور پر گفتگو فرمائی۔

یہاں سے فارغ ہو کر سوا بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے سمندر کے کنارے ایک سیر گاہ Askim تشریف لے گئے جہاں حضور انور اور حضرت بیگم صاحبہ مدّ ظلّہا نے پیدل سیر فرمائی۔یہ بہت خوبصورت اور سرسبز علاقہ ہے۔

ایک بجے یہاں سے واپس مسجد ناصر گوتھن برگ روانگی ہوئی۔راستہ میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کچھ دیر کے لئے ڈاکٹر انس رشید صاحب (نیشنل سیکرٹری تعلیم و تربیت) کے گھر تشریف لے گئے۔ڈیڑھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ واپس مسجد ناصر گوتھن برگ پہنچے اور مسجد کے بیرونی احاطہ کا معائنہ فرمایا۔

ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ نے مسجد ناصر گوتھن برگ میں ظہر و عصر کی نمازیں جمع کر کے پڑھائیں۔

نیشنل مجلس عاملہ سویڈن کے ساتھ میٹنگ

نمازوں کی ادائیگی کے بعد چھ بجے نیشنل مجلس عاملہ سویڈن کی حضور انور کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔حضور انور نے دعا کروائی اور پھر سیکرٹریان سے باری باری ان کے کام کا جائزہ لیا اور ساتھ ساتھ ہدایات سے نوازا۔

سیکرٹری مال سے حضور انور نے جماعت کے بجٹ، چندہ دہندگان کی تعداد اور کمانے والوں کی تعداد اور چندہ کے معیار کا جائزہ لیا اور ہدایت دی کہ آپ اپنے چندہ عام کے بجٹ میں نمایاں اضافہ کر سکتے ہیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں نماز کا حکم دیا ہے وہاں ساتھ مالی قربانی کا بھی حکم دیا ہے۔فرمایا اس طرف لوگوں کو توجہ دلائیں۔فرمایا چندہ کوئی ٹیکس نہیں ہے بلکہ تزکیہ نفس کے لئے ہے۔لوگوں کو یہ احساس دلایا جائے کہ ہم نے مالی قربانی کرنی ہے۔فرمایا: چندہ دہندگان کی تعداد کا بڑھنا ضروری ہے۔فرمایا: جتنے زیادہ لوگوں کو چندہ کے نظام میں Involve کریں گے اتنا زیادہ تقویٰ کا معیار بلند ہوگا اور مسجد سے رابطہ بڑھے گا۔تربیت کے مسائل کم ہوتے چلے جائیں گے۔

شعبہ ضیافت کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جلسہ سالانہ کے لئے جو ضیافت کا بجٹ ہے اس کا آپ کو علم ہونا چاہئے۔گوتھن برگ میں جو دوران سال ضیافت ہوتی ہے وہ لوکل سیکرٹری ضیافت کا کام ہے، آپ نیشنل سیکرٹری ضیافت ہیں۔جلسہ سالانہ اور دوسرے جماعتی فنکشن میں ٹھیک ہے آپ کی ذمہ داری ہے۔

حضور انور نے نائب امیر سویڈن، جو افسر جلسہ سالانہ بھی ہیں، سے جلسہ کے انتظامات کے بارہ میں دریافت فرمایا۔جلسہ کے انعقاد کے لئے جو ہال وغیرہ حاصل کئے گئے ہیں ان کی تفصیلات افسر جلسہ سالانہ نے حضور انور کو بتائیں۔حضور انور نے ان کو ہدایت فرمائی کہ اپنے شعبہ صفائی کو Active کریں۔

سیکرٹری نومبائعین کو حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو مزید ایک سال دیتا ہوں اس میں ان تمام نومبائعین کو جن کو بیعت کئے ہوئے تین سال کا عرصہ ہو چکا ہے نظام جماعت کا باقاعدہ حصہ بنائیں اور اس کے بعد وہ نومبائع نہیں رہیں گے۔حضور انور نے فرمایا جن سے رابطہ نہیں ہے ان سے بھی رابطہ کریں۔جنہوں نے بیعتیں کروائی ہیں ان کے ذریعہ سے رابطہ کریں، ان کو ساتھ لے کر جائیں اور ایک دفعہ رابطہ کر کے پھر اپنے نظام میں لے آئیں اور خود ان سے رابطہ رکھیں اور یہ رابطہ ہر ہفتہ ہونا چاہئے۔آجکل رابطے کے کئی ذرائع ہیں۔ٹیلیفون پر کرلیں email کے ذریعہ کرلیں۔فرمایا اگلے دو ماہ میں ان سب لوگوں سے رابطہ قائم ہونا چاہئے۔

سیکرٹری جائیداد کو حضور انور نے ہدایت فرمائی کہ جائیداد بنا کر اس کو Maintain رکھنا بہت بڑا کام ہے۔اس طرف بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

سیکرٹری امور عامہ کو حضور انور نے ہدایات دیتے ہوئے فرمایا کہ فیصلہ جات کی تنفیذ کروانا تو امور عامہ کا چھوٹا سا کام ہے۔نوجوانوں کو کام پر لگانا، کام کے مواقع تلاش کرنا، نظر رکھنا کہ کہیں ماحول میں ادھر ادھر جا کر کوئی خراب تو نہیں ہو رہا۔کہیں خراب سوسائٹی میں تو نہیں بیٹھ رہا۔فرمایا: امور عامہ کا اس کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے۔

حضور انور نے فرمایا لوگوں کو سوشل مل جاتی ہے۔ان کو عادت ڈالنا کہ اس طرح حکومت سے لے کر نہ کھاؤ، کام کرو اور خود اپنے قدموں پر کھڑے ہو۔حضور انور نے فرمایا آپ پڑھے لکھے لوگوں کو انفارمیشن دے سکتے ہیں کہ فلاں فلاں جگہ Jobs ہیں، کام مل رہے ہیں۔فرمایا کام تلاش کریں گے تو کسی کو انفارمیشن دیں گے۔

حضور انور نے فرمایا ماحول پر نظر رکھنا آپ کا بڑا کام ہے۔خرابی کی طرف رجحان ہونے سے پہلے آپ کو پتہ لگ جانا چاہئے۔اتنی گہرائی سے ہر ایک کا علم ہونا چاہئے۔اگر کوئی جمعہ پر آرہا ہے، مسجد آرہا ہے، اچانک غائب ہو گیا تو فوراً پتہ کریں کیوں غائب ہوا اگر چھ ماہ بعد پتہ کریں گے تو غلط ہے۔

سیکرٹری وقف جدید کو حضور انور نے فرمایا کہ اطفال کو بھی چندہ وقف جدید میں شامل کریں۔سیکرٹری تعلیم کو حضور انور نے فرمایا یہاں تعلیم کی سہولت ہے آپ کی کوشش یہی ہونی چاہئے کہ ہمارے طلبا کم از کم گریجوایشن کریں۔فرمایا بچوں کے دماغوں میں ڈالیں کہ آپ نے کمانا تو ہے ہی لیکن پہلے کم از کم گریجوایشن تو کرلیں۔

حضور انور نے فرمایا اگر کوئی مزید تعلیم حاصل کرنے والا قرض لینے سے خوف زدہ ہے تو اس بارہ میں مجھے بتائیں۔حضور انور نے فرمایا طلباء کو سمجھانا، راہنمائی کرنا، کونسلنگ کرنا آپ کا کام ہے۔حضور انور نے فرمایا آپ کی پروفیشنلز کی ایک ٹیم ہونی چاہئے جو ان کی کونسلنگ کرے، ان کو گائیڈ کرے۔فرمایا جب بچے ایک لیول تک لازمی تعلیم حاصل کر چکے ہوں تو پھر سیمینار کریں۔اس میں ماہرین کو بلائیں جو بچوں کو گائیڈ کریں۔بچے سوالات کریں اور ماہرین بتائیں کہ دنیا میں کس چیز کی مانگ ہے۔مستقبل میں کس چیز کی زیادہ ضرورت ہے اور کیا تمہارے لئے بہتر ہے۔فرمایا پہلے بچوں کو ماحول میسر کریں اور ان میں یہ احساس پیدا ہو جائے کہ یہ ہمارے ہمدرد ہیں۔

سیکرٹری تربیت کو حضور انور نے فرمایا جب بچوں کی تعلیم کے لیے اتنا کچھ کرلیں گے۔بچوں سے ایک ذاتی تعلق قائم ہو جائے گا تو بچوں کی تربیت بھی ہو جائے گی۔

حضور انور نے فرمایا: آپ اپنی اصلاحی کمیٹی کو بھی Active کریں۔حضور انور نے فرمایا اصلاح کا کام بہت بڑا ہے۔کسی کی اصلاح کرنے میں ہرگز تھکنا نہیں بلکہ چار ہزار دفعہ بھی کہنا پڑے تو کہیں۔نہ تھکنا ہے اور نہ مایوس ہونا ہے۔نرمی سے سمجھاتے چلے جانا ہے۔

ایڈیشنل سیکرٹری مال کو حضور انور نے فرمایا جو بے شرح چندہ دیتے ہیں ان کو کہیں کہ وہ باقاعدہ لکھ کر اجازت حاصل کریں۔فرمایا بے شرح کی اجازت کا اختیار نہ آپ کو ہے نہ امیر کو اور نہ مبلغ کو۔فرمایا جو بے شرح دیتا ہے باقاعدہ لکھ کر مجھ سے اجازت حاصل کرے۔

سیکرٹری اشاعت کو حضور انور نے فرمایا کہ امسال

باقی صفحہ نمبر11پر ملاحظہ فرمائیں